

۸۴۔ میرزا نظر جمیر

اہم علم مدارش اور اس کے ساتھ کامنی خیر کا زادہ

II 29



مکالمہ پاک

مصنف ————— مظہر کاظم احمدی
تگران ————— ایم لے ساجد
قیمت ————— ۱۲۵ روپے



حال پبلیشورز — بوہر گیٹ ملتان

اپ کے مبوب صفت ناصر جاویدیہ کے بھائی احمدیہ نام سے
سچوان سیپینز کا الوگہا۔ تحریر اور نہیں سے بھر پر شاہکار

لش طمار نامہ جاوید

لش طمار ایک خوبی تعلیم جس نے ایک شوک بے بر کر کے کھلا
جبا ایک شوک سرخان مقابلہ کے لیے میدان میں آت آئے۔
لش طمار نے حاشکے بے بے پڑت کرتا کرو دیا۔
لش شادتے ایک بول اڈہ میں سبا کر دیا۔

کیستن سکلیل بڑی سندھی سے بیسا درڑ کی واسیے میدان سے درہ
کھا رہتے رہیں تھے اور بیہن ملکا کے قریبی قے میں تھا جو ان کی کوارانہ ملتے اور ہے
مک کی پڑیں خصائص میں آپ بھر کا دی تو۔؟
عمران اس کی بیوی تیم میں بس تھی۔ جو تم ان کے سامنے تھا اور
اس کی ایسی بیوی تھیں اس کی بہانتے اس نے داپٹ پر اپنی کردیتی اس نے ایک شوک کو
بیٹھا سیں اول کھتھتھے۔

ب شام بھر تھی اور وہ اس ڈیروٹی سے قبے کا لگایا تھا کیونکہ سارا
من درخت پر بیٹھے تھے اس کے پیچے اکار گئے تھے وہ چاٹا تھا کہ رفت سے
اکار کا پیڈھ میں ملکیں ایک مشکل کام دیا جائیں تھے۔

جب وہ اکاری سیکلت میں تھا تو اس نے ایک شوک کے بارے میں
کافی خواتیں کیں تھیں لیکن وہ ان سب کو اضافوں سے ریا وہ احیت نہیں لیتا

مالہ بہترنے۔ بوہر گپٹ۔ میان نبرہ

Perpared by: S.Sohail Hussain

جتنا اس کا خیال تھا کہ اگر وہ ایک سٹو کی مانعتی میں پہلا جائے تو وہ دن میں لیکھنے
الٹلاؤ دی اور بیال سے تھا تب کی الٹلاؤ پاک روپیہ تھی سے درخت سے اترنا ۱۰۵
کو غائب سے باہر بھل آئے پر میور کر دے گا۔ لیکن اب یہ وہ اتنا نہ سے
بچا کرنا چاہیے زندگی خارج ایں میں بھی برقی کار میں بیٹھ گی۔ اور پھر کار تیری سے نامہ جار
ایک سٹو کی میں میں شامل ہو گیا تھا تو اس کو وہ قام اپنے سے حیثیت نظر آئے۔
ایک شوک مسلط ہے وہ ایمیک کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا۔

اس نے اپنے طور پر پوچھ لیا کہ تھی میکن وہ قلعی ٹاکم رہا۔ لیکن وہ اس نے
میں شامل ہو کر خوش تھا کہ عروں اسے ایک سٹو کو پہت شاندار بس پایا تھا۔

اسے سلام تھا کہ ابھی ڈاکٹر جوہر کی بیماری سے بچنے والی کار اس سڑک پر
ہنسی پہنچی ہو گی۔ کیونکہ بیماری کی بات روڈ کافی طویل تھی۔ اس نے اس کی کار
آپستہ آپستہ لگتی رہی۔ پھر یہ مرد پر اسے مددوہ کار تیری سے اپنی طرف آتی
رکھا تھی۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں خیال آیا کہ کوئی کوڑک لگا رہا۔
پسول کی دخواست کے تکارکہ وہ اس انی سے کار پلے ولے کی طرف دیکھ دیکھے۔

لیکن پھر اس نے خیال بدل دیا۔ کیونکہ اس طرح وہ اس کار و لکے کی نظر ان میں سے
لیکن پھر اس نے خیال بدل دیا۔ کیونکہ اس طرح وہ اس کار و لکے کی نظر ان میں سے
جاتا۔ اور تھا اس کی کار دیکھ کر سمجھ جاتا۔

پھر پہلے کار کی خلاف تھری لگتی رہی۔ پھر ہم کوں میں کچھ کار تیری سے اور دیگر
کار کوں نے کچھ کار کی۔ اس لئے اپنے ولے کی علی سی بھکٹ دیگی۔ جب آئے
بلکہ عربان کی بجا اس اس کے لئے جیشہ نہیں کا اعلت نہیں رہی۔

لماں کوک دے اپنے خیالات سے جو چکٹا ہے کیونکہ اس نے بیماری کا درد راز
ذہن سے افریت دیجتا۔ اس فرائم خیالات اپنے ذہن سے جو چکٹ دیتے اور کچکی
کو کوڑ بھیجتے۔ لیکن اس کا درد راز میں سے ایک بھی نہیں کیا کہ۔ اپنے کچھ اور پس
کو دیکھتے۔ لیکن اس کا درد راز میں سے ایک بھی نہیں کیا کہ۔ اپنے کچھ اور پس
کو دیکھتے۔ اسی نے بدی سے زار نہیں پہنچا۔ ایک سٹو کو اس بارے میں

وہ انسیٹیشن میں کر دیا۔ اب اس نے ارادہ کر دیا تھا کہ کوئی بھی کے اندر جا کر معلوم کرنے گا جن پانچوہ تیری سے بیٹا ہوا کوئی کی پشت پر نہ سیچنے گی۔ وہ کوئی بھی بھی جس میں وہ جو یا کام قاب کتے ہجتے آیا تھا۔ آنحضرت کی دیوار میں اسے مطلوبہ چکڑ مل گئی۔ دیوار کے ساتھ ساتھ کوئی مطلوبہ درخت بھی نہیں تھا۔ جس کے ذمے وہ کوئی میں کو دیتا۔ چنانچہ اس نے پشت پر گندے پانی کا گزندہ بیکھ کر اس بکڑھی سے اندھے جانے کا فیصلہ کر لیا۔

لیکن یہ دیکھ کر اس کی امیدوں پر اوس پرستگی کی گزرا کا سوراخ موڑی ہالی سے بنتا۔ اس نے ایک پارچہ اور حمرا رہ کا جانتہ یا یا کوئی اور صورت نظر نہ آئی۔ آخر اس نے قیصلہ کی کہ اسی پر زور آکنے کرے۔ اس نے زمین پر ریٹ کر سلانوں سے زور آئنی شروع کر دی۔ کافی انہیں ہیں جمل چکتا تھا اس نے تھی الحال ویکھے جلنے کا کافی خطرہ نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے گرد پوش سے کافی جھٹا نظر آ رہا تھا۔ کافی دیر کی زور آذماق کے بعد وہ جالی اکھڑتے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے لئے اسے اپنے ستم کی پوری قوت استعمال کن پڑی۔ پھر وہ سمشت سماڑ کر اندر گھس گیا۔ پہنچنے پر پڑ گئے تھے لیکن اس نے پڑاہنے کی اور تیری سے اہل خادت کی طرف پڑا۔ اس نے پاؤں سے جھتے آثار کر جیب میں ڈال لئے

اس بیس سے ایک درہ سے بدن کا محروم آدمی ہاہر تکلا اور سلوہ میں داخل ہو گی کی پیشہ شکل نے بھی پیچہ لارٹ پاٹھ کے ساتھ کھو دی کر دی۔ اور اس آدمی کا سفر سے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آدمی ہاتھ میں ایک بیٹل اٹھائے سلوہ سے باہر تکلا اور پھر اس کی کار دوبارہ ترک پر تیری سے چاگلے گی۔ اب اس کا رخ شہر سے ہاہر سول لائزرنگ طرف تھا۔ جہاں امراء اور اضداد ک شاندار کریمان تھیں۔ چکر کا ایک بہت بڑی کوئی کے کپاونڈ میں داخل ہو گئی۔

پیشہ شکل کی کار کوئی کے ساتھ سے گزندہ پہل گئی۔ کوئی پر کافی نہ پڑت موجوں نہیں تھی۔ پیشہ شکل نے کافی قاسمے پر ہاکر کا کار کوٹھی دی دی اور تو پہیں لے دیں اپنی کی برات پہل پڑا۔

کوٹھی پر علیحدہ اٹھان پہنچا۔ یاریں چوکر کوئی کافی بندھیں اس سے ان کے اندر دیکھنا ممکن تھا۔ پیشہ شکل نے سچا کو کوئی کے اندر جا کر دیکھے۔ لیکن ایک سڑتے اسے درت تھا۔ کافی دے کے لئے کہا تھا۔ اس نے ایک درخت کے پیچے جا کر ایک سٹوک کاں کرنا شروع کر دیا تھا اس سے کوئی ہدایات نہ ہے لیکن کافی دیر کی گوشش کے باوجود سا طبق قلم نہ ہو سکا۔ اور پیشہ شکل نے ایک طریق ساتھ یک

اور پھر گھستے پائی کے پہنچ کے ذریعے وہ تیری سے چھت کی ملن پڑی۔ پورا ایکٹھے سے رابط قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ایک بار پھر ناکام رہا۔ جسے لگا۔ چند گھنٹوں میں وہ چھت پر پڑا اور زور سے سافنس لے رہا تھا۔ ایکٹھوں گہاں پڑا گیا تھا۔ وہ ددبارہ اندر کے ماحول کا جاگرہ لینے لگا۔ اچاک۔ اور پھر وہ اٹھ کر تجھے جانے کا راستہ ڈھونڈنے لگا۔ اسے مشرقی کوئے میں ایسا موسوس ہوا ہیسے کوئی اس پر پاچھل پڑا۔

پیر جان افلاطون

اس کے پتوں کی تالی شیخے کو لگی اور تو اس کی آواز سے شیش ٹوٹ گیا۔

اس سے اتر کر وہ ایک گیری کی چھت پر جا پہنچا۔ وہاں کمرے کے وہ تیری سے پھٹا لیکن یہ دیکھ کر اس کا دل میں گیا کہ وہ ایک چھوٹی سی چھپلی تھی، وہ شستادنوں کی نظر اڑتی۔ جو دیوار سے نہ جانے کیا سونج کر اس پر پاچھل پڑی۔ اب دہان رکنا بیکار تھا کیونکہ ایک روشنداں میں سے روشنی باہر آتے دیکھ کر وہ اسی شیشے سے دن لگا جس کی ہوچکے تھے۔ وہ اٹھ کر سیرہ صدیوں کی طرف جلا گا۔ کی طرف بٹھا۔ جیب سے نتاب لکھاں کا اس سے سبز پڑھا یا اور پستہ لیکن اُنگ درہ اور بند تھا۔ شاید اپنے قلم کی وجہ سے ایکڑ کی سیشم استعمال کیا تھا۔ اب نہ تھمیں کے کوہہ روشنداں سے اور بھاگنے لگا۔ اسے جوت کا ایک تند ڈھوکہ لگی تھی۔ اسے جوت کے لگا جو سب سے کلہن پسچ کھا کتا۔ اس کی بھیں بھیں آرہا تھا کہ کیا جو گھر کا لگا۔ کیونکہ کمرے میں ایک بہت بڑی سیسے کے لگا پھر نتاب پاٹھ کے کا پاٹکہ بڑوشنداں سے بیرون گئیں کیاں پاٹر مل آئیں اور پھر گیری کا پیٹھے ہوتے تھے۔ اور ان کے درمیان ایک ٹیلیوں بیٹھا نہ اشیں موجود تھی۔ وہ ان ایک دھماکے سے کھلا اور وہ نتاب پاٹر پرین گئیں۔ یہ سی کے سامنے بھوکی کر کی کوئی ٹرانسیور ہو گا۔ وہ چکے سے ان کی گللات دیکھ رہا۔

اچاک

اپاک اس نے ان کو جمع کئے ویجا۔ کیوں کہ مٹھن کا پارہ وہ شن ہو گی تھا اور پھر پرے پر ایک اور نتاب پاٹس کی تحریر ابھری۔ وہ شاید کچھ اکھا۔ ان میں سے ایک نتاب پاٹش نے گھیدار آواز میں کہا۔

سے رہا تھا۔ روشنداں پھوکہ شیخے کا تھا۔ اس نے ان کی آواز اس تک نہیں آئی تھی کے لئے اس کا دل چاہا کہ ان میں سے کم اذکم ایک کو گولی مار پہنچتا رہتا تھا۔ اس نے پاٹا کہ روشنداں کھول کر ایک چھوڑی بنالی۔ تاکہ میں لیکن پھر وہنگوں کو دیکھ کر اس نے ارادہ تبدیل کر دیا کیونکہ وہ بڑی آسانی آواز میں سن لے۔ لیکن روشنداں انہر سے بند تھا۔ اس نے وہی ٹرانسیور سے جعلی کی حاصلت کھا۔

اس نے پستول تھے پیک کر باتھ اور اٹھا ہے۔ اور توڑی تھے آگے بڑھ کر اس کا منہ سے نتاب کھینچ لیا۔
ویر پیدہ ان نتاب پوشن گے آگے پڑھ سوا اسی کمرے میں آپنا کپشن شکل کو دیکھ کر ترتیب اسے چکپڑے۔ کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے
ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اس کے لئے تھیک ہے ماندھ دیا۔ اور اسے کہیں دہ فوج ان تھا جو ایک بار پہلے ان کی قیدت سنجھاں نسلکھا۔
ستون کے پاس کھڑا کر دیا۔ میں پر ایک بار بھر درستی نوہ اور سوئی اور
عڑائی جوں اور اسکی
ایسا گزندگی رکھتا ہے۔
یہاں تک کہنے کوئی جواب نہ دیا۔
یہاں تک کہنے کوئی جواب نہ دیا۔
ایسا کہنے کیا گیا۔

ایسا کہنے کیا گیا۔
اس کی اواز میں سیکڑوں درمذہں کی غرامت تھی۔
کپشن شکل یہی مثبتہ احساس والے کی بھائیت الگ کوئی اور شخص
ہمارا تو اواز سن کری کا تپ امتحن یہکن کپشن شکل پر اس کا کوئی آخر نہ ہو۔
اور وہ الطیبان سے کھڑا رہا۔

اپھا۔ یہاں تمہارا ایک سوئے کیا تلقن ہے۔۔۔ باس
نے دبارہ پوچھا۔

کیا میں شوگل پا سے مغلاب ہوں۔۔۔ کپشن شکل کے ذہن
میں اپاہک بیال اجرا اور اس نے پوچھ دیا۔

لما۔۔۔ ماں۔ تباہی خوش تھتی کہ تم سے شوگل پا مانگتے
ہے۔ دریا سیکڑوں آدمی اس کی آواز سے کھاہش لے کر قبور میں پہنچے۔

یہاں تک کہنے کیا ہے مودیا نہ جواب دیا۔
اچھا۔ میں خود میں پہنچ رہا ہوں۔ اس کی کڑی تھاں کی بلہ
اور وہ سب یہی کرا دیجی یعنی کہے ہے کہ۔۔۔ قریباً اس سے گھٹا۔۔۔
پسداں کی غصیل ہیں نے سر سے پریک چٹت سیاہ پاس پہنچا جاتا اور
پر ایک سیاہ نتاب تھا جسیں نے اس کا منہ اور گسرے پر ریڑا
فعک گیا تھا۔ اسے انہیں دیکھ کر وہ سب اش شن ہے۔۔۔

اور وہ پر وقار انہار سے پڑا ہوا کپشن شکل کے سامنے رکھی ہوئی
پڑیجھنگیا۔ اور باتی نتاب پوش برین گئیں اٹھائے اس کے ارد گرد کھڑے
ہوئے۔۔۔

اس کا نتاب آتا۔۔۔ اور
ان کے پاس نے ایک نتاب پوش کو سکھ دی۔ اور نتاب پوش

”اب سید می طرح میرے سوالوں کے جواب دو۔ درہ تم جائے تبس سے مجبوڑ ہو کر اندر رکھس آیا۔ اور سب سے نظارہ برے۔“

”ایک شٹ کو پرپرٹ کیے پھنپتے ہو۔؟“

”ہو کہ شوگل پامانے کئے ہیں۔؟“ شوگل پامانے دوبارہ کہا۔

”واخ طراشیر کے ذریعے۔؟“ ایک شو خود ہی را بیٹھ قائم کرتا ہے۔

”پوچھو۔؟“ کیپشن ٹھکل کو سوچ کر بولا۔

”اوہ پھر شوگل پامانے کے اشارے پر ایک نہایت پوش نے آگے بڑھ دے۔

”ایک شٹ سے مہارا کیا تعلق ہے۔؟“

”کراس کے لاقے سے ٹھری آتا ہے چاہی۔“ کیپشن ٹھکل نے کراس کے لاقے سے ٹھری آتا ہے۔

”میں ایک شٹ کی شیم کا ایک رکن ہوں۔؟“ کیپشن ٹھکل نے المیان سے جواب دیا۔

”اور اسی لمحے کے نئے کیپشن ٹھکل نے سارا پکڑ چلا یا تھا۔ یوں نکل

”المیان سے جواب دیا۔“

”ہاتھوں کی سیاں اس نے کلائی میں گئے جو ٹے بلڈ کے ذریعے پھٹکے ہوئے

”تمہارا نام۔؟“

”کاٹ لی ہیں۔ کیپشن ٹھکل کے ہاتھوں میں ایک چمنا سا لگن ہر وقت

”ڈائرنڈ پرانے کے ہام سے پکارا جاتا ہے۔“

”موجو درہتا ہا۔ یہ لگن اس نے مٹڑی کے اکی ہیم میں ایک افرینتی

”ڈائرنڈ پرانے کی ملٹب۔؟“

”سے تکڑے کے طور پر یا تھا۔ کلائی کے لیکے سے دیادے سے اس لگن کا بالائی

”لبی شروع ہی سے میں اس ہام سے مشہور ہوں۔“

”صدھل ہا۔“ اور اس میں سے ایک انتہائی تین بلڈ بارہ نسلکل آتا ہا۔

”ہوں۔؟“ ایک شٹ کون ہے۔“

”میں کے ایک ہی دارے اُدھی کو موت کے لگانہ کا آرا جاسکتا ہا۔

”یہ بجھے مسلم نہیں۔ مجھے اس نیم میں آگئے ابھی چند ماہ ہی ہے۔

”ہر لیتے کے بڑی قہاں کا۔ ایک مخصوص بستیار ہا۔ جس سے وہ شیروں کو

”ہیں۔؟“

”پھر ندنی میں غنم کریتے تھے۔ اور اسی لگن نے اس کے ہاتھوں کو

”پھٹے کیا کام کرتے تھے۔؟“

”رسیں سے آزاد کر دیا تھا۔

”ایک متناہی فرم میں بیخ رکھا۔“

”پھٹا پھٹے ہی وہ شنس کیپشن ٹھکل کے سامنے آیا۔ کیپشن نے پھر تو

”پھٹاں کیسے پھٹے۔؟“

”ایک شٹ کی پہاڑ پر اس کی کوٹھی کی ٹھراں کر رکھا۔ پھر اپنے

”ایک شٹ کی پہاڑ پر اس کی کوٹھی کی ٹھراں کر رکھا۔“

لیا۔ وہ آدمی کافی کسایا لیکن کیپشن تکیل کی گرفت مہبتو طبقی۔ یہ جھکے ۲ اس آدمی کی شرگگ کاٹ دی۔ اور اسے ایک جانشین نئے چھیک دو۔ ہر نیزیر سے بازو کا ایک ہی جھٹا کی مبت نہیں۔ اب کہ میں ایک زوردار جگ پھر گئی۔ وہ تعداد میں اس کی گذن توڑ دے گا۔

کیپشن تکیل کی آواز انہائی بھیاں کتی۔ اور پھر دوسرے آدمی کی گذن بھی آدمی کٹ کر جھول گئی۔ کیپشن تکیل تمام فتاب پہرش گھرا گے۔ شاید وہ آدمی کافی اچھی پوزیشن کا لکھ کی گئی تھی کروہ کسی شخص کو بین گز نہ اٹھاتے دے اور وہ اسے حکم اس میں کامیاب تھا۔ پستول شاید کسی کل جیب میں نہ تھا۔

شلگی پاہ بھی کرسی سے اٹھ کر ڈالا۔ ایک لمحہ کے لئے خونگی بیا۔ اور پھر شلگی پاہ کیپشن تکیل کے داؤ میں آگی۔ اس نے اس پر بھی چکار کھرا رہا۔

”جلدی کرو۔“ ورنہ.....

کیپشن تکیل غزالی اور بازو کو ڈرا اور دبادیا۔ اس آدمی کی آنکھیں باہر بھوکھ لگیں۔

اوہ پھر شلگی پاہ کے اشارے پر ناہب پہ خوش تھے پرہیزیں نیچے پھیلیں۔ اور پھر ان میں سے ایک نے دبادیا۔ مگر ان اٹھائیں پاہ کیپشن تکیل سنجھ لئی سے اس بھوکھ کو دھکا دے کر فڑپی پر لا رہا۔ اور اچھل کر ایک آدمی کے لات ماری۔ کیپشن تکیل کی لات گھما کر وہ ششم شلگی پاہ پر گلا۔

لیکن وہ دروازہ پار کر چکا تھا۔ اب وہ تیری سے ایک بارہم سے میں ہوتا ہوا اکپار کا نہ میں پہنچ چکا تھا۔ جما گئے ہوئے تدوں کی آوانی دوسرا آدمی کیپشن تکیل کی لافت پکا لیکن اس کی لالائی کے ایک

سن ریا تھا میں گیٹ کی طرف جاتے کی بکاتے وہ کوئی کی پشت کی طرف
چاگا۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ گزٹ میں گھس کر باہر نکل چکا تھا۔ اور یہ تو
مفت سڑکوں پر انہی عادت ہے جا گائے تو رواں اپنی کار کے پاس پہنچا۔ اور اس کی
کار ایک بی جھٹے سے سڑک سے باہر نکل گئی۔

وہ کار کو انہی عادت ہے چلا رہا تھا۔ آخر ہفت سڑکوں سے ہوتا ہوا دو
شہر کی ایک بارہ قنٹ سڑک پر پہنچ گیا۔ اس نے بیک مرد سے دیکھا۔ یہی
نقاب میں کوئی کارہ نہ پا کر اٹھیں کی جاس لی۔

بہر حال وہ اپنی ذہانت اور ظریقی دلیری سے ایک خڑک اک پیچائی سے
پیچ ٹھلا تھا۔ اب کاد کارخ اس کے ظیثیت کی طرف تھا۔

ابن کلیم حاصلہ رات سلسلہ میں ایک مخفف ناک جاموسی مقابل

برفانی عفریت

(ایڈیشن ۱۹۷۰ء) [مودون ہرکی اس سلسلہ کی باتوں]
جو سال پر سال بیٹھنے والوں اور
تلنی کشفہ پہنچنے والی اوقاتی اور بیج

جی وقت اس پر انجیسٹی ٹولن کا ٹون پشا شنزگ کردا تو —————
ایڈا و پھر دشمن ایک پہاڑ سدار اور مخفف ناک بھائی ناول

جس کو پڑھنے کے لئے شیپی سادل پا ہیئے —————

خوبصورت مرد ————— اعلیٰ طباعت ————— قیمت بارہ روپی

رواٹ۔ کیپن شکیل اور صدر تینوں ڈاکٹر ہر کی بیجا رُڑی سے کافی
خالی سے پر ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے کیپن شکیل کی بیووڑت پر ایشتو
تھے سول لاکڑی کی اس کوئی پر فری چاہیج ما راتھا۔ لیکن کوئی بالکل سہن می
بیگم اسے فری فرید پر تالی کہ کھٹکتے۔ ایک منے صدقہ کرو رہا تھا جسکے
درستے فارغ کرایا تھا۔ کیونکہ اب وہ کچھ لگایا تھا کہ شوگل پیما کا مقصد در جمل
ڈاکٹر سے کوئی نا اسرار لامال کرنا ہے۔ لیکن کیا ڈاکٹر ہر بھر بھی بھروسے مل
لیکتے کو کیپن شکیل کی بیووڑت سے مات قاتم تھا کہ

ڈاکٹر ہر کی بیجا رُڑی سے کار میں سوار ہے کہ اس کوئی بھکری نہیں تھا۔ اور

Perpared by: S.Sohail Hussain

قرآن جاتا تھا کہ ذا اکٹر جو ہر کی بیداری میں سوائے ذا اکٹر جو
اب سکھتا بیداری میں جاتے کا اس کا کوئی حل کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا
کیونکہ ذا اکٹر جو ہر کے علم کے بغیر بیداری کے اندر جاتا تھا پاٹا ملنا تھا۔

اب تم کوئی طریقہ موجود نہ سفرتے سچتے آنکھ ملنا سے کہا۔
اور عربان سر پر باخوبی چھپنے لگا۔ کیونکہ میں خوش تھا۔ شاید وہی دماغ لا
دلتا۔

تم ہی کچھ بتا کر پیش۔ قرآن نے میں سے مناخب ہو کر کہا۔
کیونکہ میں سے کہا۔ سیرا تو خود دماغ سرفت سرخ کوادن ہو رہا ہے۔
پھر سمجھ میں تھیں آتا۔ کیونکہ میں سے کہا۔

آٹھ تہاری بیٹھی میڈی کھو پڑی کیا سو رہی ہے۔
صدر پر قرآن سے غائب ہوا۔ صدر در اصل پر قرآن کے ذہن سے بچے
مر جب ہتا۔ کئی مالی جو نکاہر میں نظر آتے تھے۔ قرآن کے ذکر نے بچوں
میں مل کر دیے تھے اس نے تینی قلوپ صدر کے ذہن میں بات بیٹھ کی
تھی کہ قرآن سر ہاتھ میں اس کا حل سرشن ہے کا۔ اور قرآن کو خاموش دیکھ کر اس
پر آکا بٹا گرد بیٹھی۔ دوچار تھا کہ قرآن جلدی سے کوئی حل سوچنے تاکہ اس
کے دماغ کو سکون پہنچے۔ میں قرآن خود قرآن تھا کہ آخر کو سچا تیری حل میں لاتی
بنتے۔

قرآن نے صدر کا ضرر میں کرچکھنے کی او اکاری کی۔

قرآن جاتا تھا کہ ذا اکٹر جو ہر کی بیداری میں سوائے ذا اکٹر جو
کے اور کوئی نہیں بہت میکن کیسی عکس کی اس کو سمجھی میں ذا اکٹر جو نکل نہیں آیا تھا
اوپر بیان شرگی پاہماں کی آمد گئی بعد پہنچا تھا۔ اس کا مطلب تھا۔ وہ اس وقت
کوئی نہیں موجود نہیں تھا۔

وہ مری بات ہے سمجھ بات کھی ہے کہ ذا اکٹر جو ہر کی نسبت پاؤں کے پاؤں میں
 موجود ہتا۔ تو پرسا، ایکس ہی ختم ہو جاتا تھا۔ کیونکہ پر شرگی پاہماں کو اس قرار مولے کے
ماصل کرنے میں کیا دری حقیقی۔ میکن شرگی پاہماں کی اس حکم میں موجودگی اس بات کی زبان
کرنے حق کردا ابھی تک نا رہ لاماصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے

قرآن کے ذہن میں ایک غلطی ہی کہ اصل را دیکھتے ہے۔ وہ ذا اکٹر جو سے
بچا ہا۔ اسے میں نہیں پڑا۔ سکتا تھا کہ اس کا رسی گون تھا۔ کیونکہ الگ الگ اخون
بیرون سے ملا جاتا تو تمہاری بینی پچک پیڑی گئے۔ کہ بیمار فوجی کی الگ الگ ای برسی
ہے اور جو قرآن کے خیال میں ان کے خلاف ہیں جو بحکمت ہیں۔ کیونکہ خدا شما
کر کے آئہمیں ایک لائی آنٹ ایکٹشن میں ہی۔ اگر وہ میں ہاتھ سے گزرا جائیتے تو تم
انہیں میں ہمکار ٹوپیاں مانتے رہ جاتے اور جو ہم اپنے ہاتھ میں کر جاتے۔ اب
اں کا ارادہ تھا کہ ذا اکٹر کی بیداری میں عکس کر اور دکھا دے
لیں۔ کیونکہ کل دے راقع نے ذا اکٹر جو ہر کی بیٹھتی میں مشکل کیا تھا۔

صدر اور میں میکن الحشک حکم سے قرآن کا ساتھ لیتے آئے تھے۔ میکن

Perpared by: S.Sohail Hussain

روہ مارا۔ بھائی واد شیل صاحب! آپ نے میری کھوپڑی میں کرنٹ دھلا
دیا۔ کالم کھمیں کچھ بیس آ رہا تھا۔ اب تو حرج زر دش کی طرح صاف
نکراز کیا ہے۔

عمران پوتا ہی پلا لگا۔

کچھ بیاڑ کے گھمیں بایوں کیا ہے کی انکے جاؤ گے۔
منڈے نے جھنلا کر کہا۔

صبر یا رے صدر صبرا! الجی تو میری کھوپڑی پالو بڑی سے ادمام اند
سے بچ رہی ہے۔ بنا کرنے کے لئے تو ساری انحریپڑی ہے۔ عمران نے کہا
جھکتے ہوئے کہا۔

اور کپٹن شکیل نے زاردار قبیلہ لگایا۔ صدر یا ری خراج جھینپٹ گیا۔
اچا، آپ تمیری تاربے میں۔

کپٹن شکیل نے صل و ضرع کی طرف آتے ہوئے کہا۔
خیر، اسے میں تدبیر تا سکتا ہوں۔ میں نے دس سال بخوبی اور
ہامڑی کا سلطان گیا ہے۔ اور دس سال پر فیر مل عمران ماسٹر بخوبی پا مٹ
کر چلتی سے دوکانی لگانی ہے۔

عمران کی بخوبی اور بارہ چالو بڑی۔ صدر کو خصہ لگا کیونکہ میں دکر کیا
سکتا تھا۔ عمران سے اذکی جیتنا اس کے سے بخرا۔

اور کیا تھا سے فرشتوں سے کہہ ڈا ہوں۔

صدر بیٹھی گیا۔ اسے عمران کی بے وقت ایکٹھ کبھی کبھی مکمل جاتی تھی
بوجستہ ہے جمال۔ بہت کچھ بوجستہ ہے۔

عمران نے مسلسل سر پر ہاتھ پھریتے ہوئے کہا۔

میں تماری ریڈی میڈ کھوپڑی کوئی نظر نہیں مرتاح سکتی۔

حدائقہ طنزک۔

بیکا بات یہ ہے کہ میری کھوپڑی کے سیل ختم ہو گئے ہیں۔ بازار سے

الٹھکن میں نہیں ہیں اور میں بیوی سے اپنا کھوپڑی پر اٹھا اڑ پڑھتے ہے۔

ایک تدبیر کھمیں آتی ہے۔ کپٹن شکیل اپا لک بولدا۔ اور وہ دو دن

اُن کی گرفت منتج ہے۔ میرے خالی میں الگ ہم میں سے ایک اس میران

کے پاس بارہ ٹھوکوں والت کے تو یعنی ڈاکٹر جوہر کے ملم میں آجھے کا

اور بیسیے ہی دہ گنڈار کرنے کے دروازہ سے باہر آتے ہیں دو بھی

چپ کا اندر پڑے جائیں۔

میک باقی دس کس طرح اخوند مائیں گے؟

منڈے نے سوچتے ہوئے کہا۔

تدبیر قشاندار ہے۔ اُن اسے اب میری ریڈی میڈ کھوپڑی سے

بھاگام شروع کر دیا ہے۔

پھر کار تیری سے ناہوار میدان کو جبر کر کے میں رہو پر آگئی صدف سنے کا کر کی دعقار تیر کر دی۔ اب کار میں رفتہ کا پکڑ کر اس پالی روپ پر جبل پیشی چر سیدھی اس میدان کی طرف جاتی تھی۔ چہاں تک اکٹھو ہر کی سبلاء تری موجود تھی۔ کامی آگے جا رکھنے کا رواز نہ کار را ک دی۔ اور خود کار میں سے باہر جعل کر پیٹے تو فوست اداصر اصر و دکھا اندھر زمین پر بیٹھ کر آگے ریختے تھے۔ پھر ایک بگد اس نے جیب سے پھونی کی پیچر نکالی۔ اور اسے زمین پر دکھ کر غرض سے دیکھنے لگا۔ پھر جلدی سے اس کو اخا کر جیب میں لے لی اور پھر وہ دونوں ہاتھوں سے آہستہ آہستہ زمین کھودنے لگا۔ وہ کامیاب قریں ایکٹک رکھا۔ اچاک دہ آہستہ سے چوک پڑا۔ جب اس نے یہار تری کا دروازہ زمین سے اجھتا رکھا۔ لیکن قرآن یہ لای رہا ہی سے زمین کھوئے تھا۔ جیسے اس نے اس طرف دیکھا تھا۔

پھر جب دوڑا زور پر طرح پا بر تکل آتی تو وہ کیمک اچھلا اور کار میں پیٹھے کلتے ہوا۔ اس نے کار ابھی شارت بھی نہ کی تھی۔ کر کیم دروازے میں سے ایک فولادی یا ال اس پر آپا اور کار کا گھست کر اس دروازے کی طرف جانے لگی۔ تھری دیر میں کار دروازے کے اندر داخل ہو چکی تھی۔ شکریہ کر اٹھی نہیں تھی۔ بہر حال جیسے ہی دروازے میں پھر خود کار لفٹ کے ذریعے وہ اکٹھو ہر کے فاسنگا۔ کم کے سامنے کھڑی تھی۔ اب حال

اچھا سلو۔ صدف تم کار میں بیٹھ جاؤ۔ ہم تمیں ڈالیں میں چھپ جائے میں۔ میک اپ میں تو تمیں ہیں اس نے پہچانے ملے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تم کار میں کار میں گئے جاؤ جہاں تک یہاں تری کا دروازہ اجھر تھے۔ اور پھر کار سے نکل کر اوس دروازہ پر چکتا۔ منتظر مشکل حکمات کرنا۔ اور جب یہاں تری کا دروازہ ابھرے لگے تو یہاں کر کھڑی میں بیٹھا اور پھر یہاں کو مروٹ کر جعلگے کی کوئٹشیں کرنا۔ لیکن یہ خیال رہتے کہ خواہ گواہ نہ رکھتا۔ ناکار تین اپنے کسی سامتی طریقے سے گفتار کرنے کی کوشش کرتے گا۔ تو کار بھی ساختی ہی جاتے گی۔ اور اس طرح ہم دونوں بھی اس کی تقدیم سے محضط اندھر پیٹھے بیٹھیں گے۔ اور پھر بعد میں جو بھی گردے گے دیکھ بلے۔

غمرا نے بات ہٹائی۔ اور صدف اور کیمین تھکل کار میں کریڈی میسٹ کھو پڑی پر تین دن کی پٹھن۔ پھر وال صدف کیمین تھکل کی ذات کا ہمی مشربت ہو گیا۔ جلدی سے اس تمہیر کے لئے راستہ تباہا۔ اب وہ تمیں جھاؤ یوں کی اوث میں کھلاؤ کار کا ذات پڑھنے لگا۔ صدف نے اسیر گل سچھا۔ گران اور کیمین تھکل ڈالیں گھس گئے۔ ہوا کئے ہی میں ذرا سی درت رکھنی لگی۔ صدف نے کار مٹاڑ کر کے جھاؤ یوں سے نکالی۔

کار پس قاب سچا تھا۔ اور ڈاکٹر جو ہر کار کے دروازے کی طرف
 پستول کے صدر کو بایہر کرنے کا اشتکار کرتا تھا۔ صدر پچھے سے باہر کھل آیا
 ڈاکٹر جو ہر نے صدر کو نامنور اپر اٹھانے کے لئے کہا اور خود اس کی
 جیب میں ٹھاکھا دال کر اس کا بیل اور نکال بیا۔ اب وہ صدر کو پستول کی نال
 پر جبوڑ کر کے ڈرانگ روڈ میں لے گیا۔ بیسے ہی صدر اور ڈاکٹر جو ہر پسند
 ڈرانگ روڈ میں داخل ہے۔ میران اور پیشہ میکن کار کی دلی سے باہر نکل
 آئے اور امیتھا سے ڈرانگ روڈ کی لفت پل پڑتے۔ ڈرانگ روڈ خالی
 تھا۔ شاید ڈاکٹر جو ہر صدر کو لے جائیکا تھا۔ وہ دونوں آئتے سے
 ڈرانگ روڈ میں گئے۔ اور میران نے وہ سے دروازے سے سرکمال
 کر آئتے سے اگر دیکھا تو ڈاکٹر جو ہر صدر کو لے کر ایک اور ناپاکی
 میں مژا رکھتا تھا۔

اس نے پیشہ میکن کو اشانہ کی اور درلوں دی پس پاڑنے والے ڈاکٹر جو ہر
 پیچے پل پڑتے۔ وہ بے حد غماۃ تھے۔ کہیں ڈاکٹر ان کے پاڑنے کی چاپ نہ
 سن لے۔ اس طرف بنا بنا یا مکمل بیکھری سکتا تھا۔ ایک ماہار می موکر دہ ایک
 بہت بڑے نال میں گئے۔ یہاں پر اٹھنے صدر کو ایک پیشہ کے
 ہستے کیمین میں نہ دکھلی۔ اور وہ اسی منسی سے ڈھانکا کر اچاک میران نے اپنی
 کرپشتل کا دستہ زدہ سے ڈاکٹر جو ہر کے سر پر بیکھر دی کر کی آوان

میکن کا ایک پیشہ میکن ہرگیا اور صدر باہر نکل آیا۔

اسے بڑا بڑا آدمی تھا۔ اسے بڑا بڑا اور فوجی میکن تھا۔ میران نے
 اپنے ہاتھ پر ڈھانکا۔ اور ڈاکٹر جو ہر کے سر پر بیکھر دی کر کی آوان

میکن کا ایک پیشہ میکن ہرگیا اور صدر باہر نکل آیا۔

اب وہ تینیں تیری سے اس را باری کی طرف بڑھے۔ جن کے ایک کر
نے کیسیں ملک اور صدر سے کہا کہ یہ صدر سیست زاد دیوار سے لگا دیں۔ شاید
سے عران نے خیر اسرت ڈھوندا تھا۔ جب وہ اس کرے میں پہنچے تو کہے کہ اور
تالیں کے نیچے کوئی خیر راست ہے۔ پناہ بپے مل کر ان سوت سیٹوں کو ایک
ڈرت لگا دیا۔ اور جب انہوں نے اس تالیں کو بٹایا تو یہ کہا کہ ایک بہت
برائحت قریش میں جذا ہوا تھا تھوڑی سی محنت کے بعد وہ محنت احتدماً نے میں
کہا میا ب ہو گئے۔ یہ کہے ایک زیر تھا۔ وہ زیر ایک بہت بہتے میں جا کر
دوبارہ اپنی بگہ پر آگئی۔ اس کرے میں امصار تھا۔ عران نے جس سے
ایک چھوٹی سی نامنج نکالی اور کرے میں پہنچے ہے سرپریز بڑھ کی طرف بڑھ
گیا۔ پھر میں ریاستی کہہ درختی میں تباہی
بے ایک چمٹا سا کرہ تھا۔ جس میں پہنچے تھا فرغ پر ایک
خوبصورت تالیں پہاڑا تھا۔ اس کرے کا اور کھنڈ دنہانہ بنیں تھا۔ کرے
کے تالیں پر بھل بھل گردی ہوتی۔ اور فوج کا بیگ بی ممال تھا۔ جس سے کاہرہ پر
قاکر کا فی دلائ سے اس میں کوئی نہیں آیا۔ عران اور صدر کیسپن ملکہ جیانتے
اس کرے کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ اس میں کوئی ایک تجسسی بھی جس سے یہ سزا
مل کر اسے خیز طور پر بنایا گیا ہے۔ اب وہ موڑ ج رہے تھے کہ شاید اس میں کوئی
اور خیری دروازہ ہو گا۔

عران صاحب! اتنی محنت کا تجھ کیا تھا۔ صدر نے من بتا کر کہا۔
کل کے اجرا میں پڑھا۔ عران نے بھی متبللہ ہوئے کہا۔
کام مطلب؟ صدر اجرا کا نام من کرچک پڑا۔

چنانچہ دو تینوں دروازوں کو اٹک بجا کر دیکھنے لگے۔ تین کاں دری کی محنت
کے اور جو دیگر کوئی تجسس نہ کھلا۔ آخر عران کے ذمہ میں اسکے جو حکم کیے ہوں۔

طلب یہ کہ تینجے تو اخبار میں یہ نکلا کرتے ہیں۔

مoran تھے مادہ ساجرا ب دیا اور صدر دوبارہ منہ بنا کر دیا۔
اب وہ تینوں بارہ مری سے گزر کر ڈاکٹر جبریل بیارٹری میں پہنچ گئے۔
بیارٹری میں ہنسنے لگے۔ بیارٹری ہبہت دیکھ دیا گیا اور بالکل باہر
ماشی الات سے مرتے۔ Moran تھرڈی دیر سرٹیٹن کے پاس نہیں رکھا ہے بلکہ بالوس
ہو کر سرپردا رہتا۔ صدر اور کپیشن ٹیکل ہرست سے اسے دیکھ لے چکے ہے کہ Moran
کو کسی بیڑ کی نواش ہے۔ Moran ہلکا دریگ بیک بیارٹری کے درمیان پرندی ہوئی بیڑ
کے پوس لے لیا۔ جس پر ایک ہبہت بڑی شیشی تھی۔ Moran کافی دیر تک اسے دیکھا
رہا۔ پھر اس نے دیواری سے سڑا دیا۔

پورپڑ۔

اچاک Moran نے مزگروں سے کہا۔

اور وہ تینوں بیارٹری سے ڈالکن دہمی آگے۔ فاکٹری ہر ایسی گھے ہے جو
پڑا جو چاٹا۔

اب بیارٹری سے بیکٹیں کیے؟

صدھستے Moran سے پہنچا۔

قصہ چمار دوڑیں پڑھا ہے۔

Moran تھے صدر سے پہنچا۔

قصہ چمار دوڑیں کی میاں کیا کہ ہے۔

صدھستے Moran سے پہنچا۔

شیں سے تو بنا دیں گے۔

Moran نے دریٹن نہ ادازیں کیا۔

آخراں نے کوئی انکھ سے تباہا مطلب کیا۔

آن صدر کچھ زیادہ ہی تھجھدیا ہے اصل مدت تھا۔

مطلب یہ کہ طرح چمار دوڑیں قبرستان میں بیٹھ کر ایک اور سے کوچی

وات میں ساتھ میں اور ان کی مشکل ہو جاتی ہیں۔ کیوں نہ ہم گلی کی طرف

افتخار کریں۔ خاید انش تعالیٰ یا ہر جانے کی کوئی سیل بنا شے۔ یا کوئی زندگ خضر

مورت ہمک راست نہ رہے۔

Moran بونتا چلا گی۔

Moran عاصی بندھا لے پڑے۔ ایک تو پیٹے ہی خواہ مخواہ پڑانی

اٹھائی پڑی اور پس آپ کی باتیں سن کر کان پک گئے ہیں۔

صدھستے Moran کے کچھ تھوڑتے ہوئے کہا۔

حکر کر و مندر ابھی کافی ہی پکے ہیں کہیں ناک نہیں پک۔ جیس تو ہاگرم ہو کر

کچھ اسے اخراج ہوئی اور تم بھی عاشقون کی طرح سید پاک کے محوا میں پھرے اُنکل

اکتے۔

ہر تا توہہ میں کوئی خصوصی وقت پر بست کر دیتا۔ اور اس طرح فدا کر کر آٹو بیک فلیٹ سے انہے باہر آ جا سکتا تھا۔ عزان نے بھی پہلے منٹ کا الام نگاہ کر شیں آپریٹ کر دی۔ اور پھر کچھ برا ڈنگل ریس میں پلا لی۔ اور پھر قمری دیر بعد ان کی کاریباری تھی سے باہر من رہ دی دوڑ رہی تھی۔

عزان اسٹریٹ

تیکے مجرب صفتت ایم لے ساید کے دُو شاہ کار نادل

گرس ور سٹرون پور

عزان نے صدر کو پہلی بھی شروع کر دیا۔

عزان حاصل اسی سے خیال اس بابر تھکی کرنی تکب نکالنی پا ہے اُن کیشیں مشکل کو دل امدادی کرنا پڑتی۔

یار کیا مل درست ہے۔

یہاں بھی انہوں نوڑی دے ہی دے گا۔ مواد تراوہ باہر جاؤں کیسے کم سے بجاگ دو کرتے ہوں۔

عزان نے مشکل کو بھی قبضہ میں شروع کر دیا اُن کیشیں مشکل عزان کی ہاتھ سے کھس پٹا۔

اچھا۔ تم میں ملہر۔ مذرا بیماری کا پکڑ لگا آؤں۔

عزان نے مرتبہ ہوتے آپ۔

اب بیماری میں جا کر کیا کریں گے۔

صدر پچھے کر زردہ سکا۔

پہنچنے والا کافاں آگر میں یہاں سے نجات دلائے۔

لے کر کر عزان بیماری میں محسس گی۔ وہ پہلے ہی پچھ کر چکا تھا اُن کوں سی شیں کے دریے پہنچنے والے اڑھے اڑھے کھلنے اور جدھتے ہے۔ شیں کو اس سلم کا درجہ بنانی تھی۔ اس میں پہلے قت کا الام نگاہ دیا جاتا۔ اور اس نام پر دوازے کھل جاتا۔ بعد میں جاتا۔ اس سے یہ سہلات تھی کہ دُکر اُن کی بھی باہر جانا۔

کے ارجوں لے نہیں بہتا تھا۔

لیکن اب اس کی بیعت شراب پیئے کر دیں جاہ رسی تھی۔ تمہارا انسان جس چیز کا استعمال بے انتہا کر رہا ہے کر کے تو پڑھ لے لیے مجھی آجائے میں جبکے اس سے نفرت بر جاتی ہے۔ اور یہ آج جزوں کے ساتھ بھی سوا۔ اس نے میکا اٹھنے کی شراب کا پیگ بنا کر جب محل پذیر یا باکین میںے ہی شراب کا پیگ من کے نزد یکھد آیا اس کی بیعت بدل گئی۔ اس نے شراب کا پیگ داپس نکول دیا۔ لے ایسا لگائیں دہ آج مک فلک کام کتا ملدا آیا۔

شراب تو اس نے نہیں لیں لیکن بیعت پر ناسعدم سی ادا سی چھا گئی۔ اس کی سمجھ میں ہیں ہاتھا کر آگر دھر کیا ہے۔ جواہ خواہ بیعت گھٹتی جا رسی تھی اس نے سچا شاید اس شراب نہ پیئے کر دھرتے ہو۔ اس نے بیعت پر جو کر کے ایک پیگ اپنے اور انہوں نیا۔

آخواں نے سچا کر آج شہر کی سیر کی جائے کافی عرصہ سوارہ شہر شہر جا کا تھا کیونکہ راہ میں کچ کیداری اس کے پر دھی۔ جب تک طاہر بیگ تین دن میں موجور تباہہ بڑی مستعدی سے پرو دیتا لیکن جب خاہ کو محض سے غائب ہوتا تو اس سارا دن شراب ہی چاہرتا۔

اچھلک طاہر بیگ نماستھا۔ اس نے اس نے شہر کی سیر کتے کی خلافی اس نے ایک بیان خالی بہرہ سوت بڑا سے بھلی کر کس پر اگران نے بڑا گردیا تھا اسکا

آج جزوں کا ہوڑیمک سے ہی طراب تھا۔ کیونکہ آج زندگی میں پہلے بار لے شراب سے نفرت بر لگی تھی۔ حالانکہ اسکے وہ اپنے ملک میں تراویح کے ملک میں خالی بھا جاتا رہتا۔ سارا دن وہ شراب پیتا رہتا تھا۔ اور اگر اس کا میں پہنچانا تواتر کو ٹینکے دھران میں شراب پیتا رہتا۔ الگ سمجھی ایسا صرف آہما کر کے چند گھنٹوں کلئے شراب نہ ملتی تو وہ کہے سمجھی ہے تو جو کہ وہ جاتا۔ لے جزوں کی کہ اوگ بغیر شراب پیئے زندہ کیے ہے یہی۔ شراب اب اس کی زندگی بن کر رہ گئی تھی۔ یہ اور دیبات تھی کہ سارا دن لگکار شراب پیئے پہنچے

Perpared by: S.Sohail Hussain

سے شکار۔ اسے پہنچا۔ دروازہ ریواوہ پینٹ کی سائیڈوں پر لگا گئے اور کوئی کر
جاتا نہ گک جا پر نہ لگا۔ ایک بیوی کے بے بیوی کرنے میں کمی ہوئی ایک فالی
شبل کی طرف پڑھے گی۔ اس نے کر سی ذرا اکسلانی اور پیرین گیت کی طرف رہا
کر کے بیٹھ گی۔ اس کے میلے ہی ایک دیرس اس کی طرف پڑا۔
اپ کے لئے یہی عذر کروں۔

تو بعدہ دیشیں نے سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

لکھن جو زندگی اس کی شکل دیکھتے ہیں بھروسہ انھی۔ اسے عمر توں ادیا گئیں
ویسے ہوتے تو، آؤں سے خدا راستے کاہر تھا۔ اس کا اس شیس میلان تھا۔ وہ دنیا
کے غرتوں کا وجہ ہی غم کرتا۔ اسے احتکار دیرس کے کہا۔
جاہ کسی مرد کی سیکھ۔

سر۔

ویسے ہی جوان ہوتے ہوئے کہا۔

اُن اُن مرد میں کوئی یعنی اپنی بولی رہا ہوں، جو تمہاری سمجھیں نہیں آ
ہی۔ خواہ سخوار خترے کرے سے ناہ ہی؟
بجوت کاموڑ چڑاٹ کرے لگا۔
لکھن مدنامی کریں بھیز بولیں ہیں کہتی۔
ویسے ٹالید جوزت کا مطلب ٹھیں کجھی حق۔
تو یہیں میں تھیں غریب فروخت کے لئے کہا۔ ہماروں

سے شکار۔ اسے پہنچا۔ دروازہ ریواوہ پینٹ کی سائیڈوں پر لگا گئے اور کوئی کر
جاتا نہ گک جا پر نہ لگا۔

سرت اس پر بڑا پنج رہا تھا۔ عالمدار کرتی ہے، بلند بالا قد اور مخفی طبقہ
پاؤں ہنسنے کی وجہ سے وہ جہاں طوف پر بے حد جیسے لگ رہا تھا۔ ہر دروازے
سائیڈوں پر لگے ہوئے ریواوہ میں اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے
دو پیلے سرکتا ہو رہا اور الگومت کی سعوفت تریں سڑک پر لکھ لکھ کیا۔ لوگوں کا ایک ہی خیز
سرفوت رہاں رہاں تھا کاریں، ساکھیں اور موڑھاں تکسیں سڑک پر تیزی سے دو دو
ریکیں۔ یہ تھا رہ جو زندگی کے لئے اچھا ہو دیکھ پناہ بہا۔ اور اس کا ہے
اس کی طبیعت پر بھائی ہر لی اس کی درجہ میں ہے۔ درود اپنے آپ کو چاک پر جیز
محسوس کر لے رہا۔ زندگی کی بھروسہ رہاں تھے اس کی بیسیت پر اپنا اثر لالہ دے دیکھی
سے یادوں درب دیکھا ہوا ایک سڑک پر لکھ لکھا۔ جہاں کوئی عکون تھا۔ کیونکہ یہ علاقہ میں
بڑھتے ہیں کرتا۔ اس سڑک پر اسے چند اچھے بھوٹ لٹا رہے اس نے ایک
بھوٹ کی دیسیں دیویں ہوئی پر نظر ڈال۔ اور کچھ سوچنے کا اندر دخل ہوا۔ رسیاں اس
کی وجہ سے دیکھ کر ہستہ مارٹب بہا۔ اس نے جھٹ پڑاں وہ کھوکھو کر سلام کیا
لذت دیں اسی ایک قلچڑا اس کا حس لئے اندھا داخل ہوا۔ جو جال کے الہ میں
بیٹھے ہوئے ہیں ووگنے لئے اس پر نظر ڈال دے اس کی وجہ سے مردوب
اکٹے بیٹھ رہے۔ خود توں کی نظر میں اس کے لئے نامی فوپر لیکھ دیں

۔

اظاکر جزت کے سر پر ہے ماری۔ جزت نے ڈان دیتے کی برملک ٹوٹش
کی تھیں کری چکیلی ہی اس نادیلے سے بگی تھی۔ کہ جزت کے پچھے پچھے بھی رہ
اس کے سر سے بھاگتی۔ جزت کے ساتھ سے خون ابل پڑا۔ زمالمال کو مول
رویت کا تھا لیکن اس میں سے نکلنے والا خون پڑھے کہ طبع ہی ابل سماختا۔ شاید
کوئی لگ کر گئی تھی۔

جزت کا نہ خون سے بھر گیا۔ پھر آج جزت پر خون سوار ہو گیا۔ اس نے
پک کر شجوہ کا اپنان پڑھایا۔ اور پھر ایک ہی جھکائی میں جزت نے شجوہ کو سر سے
اوپر پاشایا۔ اور پھر ایک زور دا رہا۔ اس سے شجوہ دیزروں کے اوپر سے بتا ہوا
فرش پا گا۔ جزت نے ایک ہی ساتھ سے دریان کی میزبانی اٹھ دیں اور
شجوہ کے ذریعے اس ساتھ سے پسلے کا اس پر جھلانگ تھا۔ اور نہیں پر پڑے
ہوئے شجوہ پر دمین پھٹپڑے۔ جزت مٹھے میں پاکوں برسا ہاتھا۔ اُن میں جنگل
پکا گئی تھی۔ اُوں غریب ہار ہے تھے۔ کوئی سچھے سماختا کہ پلیس کو فون کرو۔ کوئی
کچھ کہہ ہاتھا۔ لیکن کسی کو کوہت ہیں پڑتی تھی کہ جزت کو آپکوٹے اپنکے
ان میں سے ایک آغاڑ گئی۔

اسے ایسی نامیں ایک کیا عورت دن کی طرح لڑ رہا ہے۔
سب ہی اس آغاڑ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ لیکن جزت پر اس آغاڑ کا شہید
روٹھل ہوا۔ کیونکہ وہ عورت کی آغاڑ بڑا رہا میں سے ہمچاں سنا تھا۔ وہ فرما شجوہ
اپنے اسی دوش کا آدمی تھا۔ وہ جھپٹ کا تھا اور جھکائی سے اس نے ایک کو

جزت سنتے ہی انکھوں کی۔

جی۔ جی۔

دیزیں بھر گئیں۔

بھٹاک رہتے دیکھ کر سب لوگ اس طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر شجوہ بھل دیتا

کیا بات ہے ڈولی؟

شجوہ دیزیں سے پچا۔

ہے صاحب اکبر! ہے میں بھے مز پاٹھے۔

دیزیں نے پریان بیٹے میں شجوہ سے حیثت بیان کی۔

لیا مطلب۔

شجوہ کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی جوانی سے جزت کو دیکھنے لگے۔

اب آپ ہی مطلب پر چھٹے آگئیں۔ ہم اُن سے ایکھاں خانہ۔

جزت نے شجوہ کا جھکیں ملکائی ہوئے کہا۔

مشتعل ہوشیں ہو یا نہیں۔ قیز سے بات کرو۔

پھر کیا تھا۔ جنہیں کی اُن بالکل پھر اک اعلیٰ۔ ایک زور دا کھشجوہ کو

پر پڑا۔ اور شجوہ اچھل کر دندن کے نکٹے پر پڑا۔ سب جمع شدہ لوگ کھراں کیجیے۔

گے۔ جزت کے ایک ہی سکنے پر شجوہ کے مزتے خون کھال یا۔ لیکن شجوہ کو

اپنے اسی دوش کا آدمی تھا۔ وہ جھپٹ کا تھا اور جھکائی سے اس نے ایک کو

چھڑا کر کھا ابھی کیا۔ اسی کے سارے چہرے پر خون چھپا ہوا تھا۔ خون کی چادر
کے تینجے اس کی صورت سے سرخ آنکھیں بوجھی طرح چک رہی تھیں۔

اسے جوڑت تم؟

عراں اسی حالت میں جوڑت کو سامنے کھو دیجئے کر جیلان رہ گیا۔ اس نے
ایک فخر نیچے پڑھئے تیرج کی مان دیکھا۔ جوڑت پر بے ہوش پڑا تھا۔
بس۔ اس نے تیر سے سر پر کرسی میں ماری تھی۔

جوڑت نے عراں کو بتایا۔

پلک منہ و دھوڑ۔

عراں نے جوڑت کو جگ دیا۔ اور شیخ کو فرش سے اٹھا کر میز پر دال دیا۔
میں پالیں پالیں کا خدا اٹھا۔

اور شیخ ایک بس انپکڑ اس پتھر پر پھا بیول کے سا بیول کے ساتھ دید۔
اٹھا میں داخل ہو۔ سب انپکڑ نے ایک نظر سامنے دال پڑا۔ اسی ادھر پھر کیلے
اسی وقت ایک جہاں میز پر شیخ بے بول پڑا تھا۔ اور عراں اس کی بینن ہاتھ میں
پکڑ لے ایسے اٹھا آتھا جیسے دلار کسی میلین کا مہماں تکرے پا ہے۔
کیا بات ہے مرد؟ بس انپکڑ نے عراں کو لگنی سے کہا۔ شاید وہ عراں
سے داق قدمیں ہیں تھا۔

سگ نے سکھا یہ مرگی ہے۔ مگر آنحضرت بے بول ہے۔

عراں نے ملکنگی شیو میز پلاتے ہوئے کہا۔
تم نے اسے مارا۔
سب انپکڑ نے ایک بڑت پڑھتے ہوئے ایک نکل پنجھر یہ ڈال۔
اڑے اگر میرا تھا بگ جاتا تو یہ نندو در جاتا۔
عراں نے پہلو اون کی طرح اپنے بازو کو چکتے ہوئے کہا۔
لے گذا رکلا۔
سب انپکڑ نے ایک پاہما کی ٹرت مروکر کہا۔
لئی کس خوشنی میں
عراں نے اپنے پیچا جیسے کمی کو غیر متوقع انعام مل ہا۔
یہ سب کچھ تھا جو باکر ہاتھوں گا۔
سب انپکڑ نے جواب دیا۔ اور ایک پاہما کی ٹرت مروکر کہا۔ لورا ایسیں
کہا کہ۔ اس کی مالت فرابی ہے۔
فروار آگے بڑھے۔ عراں نے پاہما کو سمجھ دی لے اپنی ٹرت برستے
وچک کر کہا۔
انپکڑ صاحب! مائی رائے ہیں تھے۔
ایک آدمی نے مانگت کرتے ہوئے اپنے کو اکبر کی آنحضرت کی ٹرت دلاتی
والہمہ میں سے مز دھوکا اسی ٹرت اڑ رکھا۔

اس کا رنگ نہ ہو گیا اور اس نے فوراً اُن شن ہر کروان کو سیلٹ
وارد کیا۔ سپاہیوں نے گلیا جب اپنے آئیں کروں کو اس حالات میں دیکھا تو ان کے
ہاتھوں سے بچکڑیاں چٹ کر یہی گر پیں۔ اور انہوں نے تھی جھٹ سے
سیدھا کارڈ کیا۔ وہ چرت سے ہواں کو دیکھنے لگے
کوئی بات نہیں اشپکڑا رہا تھا۔ اس زخمی نے میرے آدمی پر کہا ہے
جھرٹ نے لاپرواں کے کہا۔ وہ ہواں کو دیاں موجود پاک کارڈ پر وہ ہمگی
مار کیا ہی۔

سب اپنے ہمکیے سے ہجزت کا طرف پہنچ گیا۔
تمنے اسے کیوں مارا۔
سب اپنے انتباہی درست ہمچین کیا۔
میری صرفی۔

جھرٹ نے دو پا ہمبوں کو حکم دیا۔ اور دلوں پا کی ہجزت کو
اشپکڑتے جھٹ سے ایک اور سیدھے مارا۔ وہ ہواں سے بعد
مر جوب صدرم ہونا تھا۔ کچھ کارڈ مراں کے کارڈ پر صرف ایک سرخ رنگ کا دارہ
تھا جو اس کی آئندی کے اعلیٰ آئیں کا نتھیں کافی تھا۔ ایسے بہت سے
کارڈ ہواں کی جیب میں پڑے رہتے تھے۔
ہڈھڑت میں۔

میرے پڑھنے
اشپکڑ حاصب؛ آپ مجھے مانتے ہیں۔
ہمراں نے صورت حال بیکھتے دیکھ کر سب اپنے کارڈ کو اپنی طرف متوجہ
تم کرن سے لگر زنگ بروئے پڑ۔
تمنے ہمیں کہا اسے گفتار نہیں کیا۔

ہواں نے ہجزت کو اشارہ کیا اور خود میں گیٹ کی طرف پہنچا گیا جو زن
میں الٹا ہوا ہواں کے پیچھے پل پڑا۔ اس طرح وہ دلوں ہال سے باہر نکلی
اسکے پیاس ہواں کی رو سیڑھی تھی۔ ہواں اور ہجزت اسیں مجھے
اور کارڈ اسٹریٹر گلکن ہر لفڑی پر گل کے کیا تو نہیں سے باہر نکل آئی۔
اب پہنچ کیا ہاتھی۔

سب اپنے ہمکیے سپاہی پر گلکتے ہوئے کہا جو شایستہ پڑھنے میں نہیں
کوڑا تھا۔
ہواں نے جیب میں ہاتھ دال کر ایک چینا سا کارڈ تکالا اور سب اپنے
کے سامنے کر دیا۔ سب اپنے انتباہی درست ہمچین سے اس پر نظر والیں پیچہ جو ہم

مران نے ہر دست سے مخاطب ہو کر کہا۔

باس۔ مجھ سے یہ نے شراب نہیں لی۔

جو زدت نے جواب دیا۔ کیونکہ اب اسے شدت سے شراب کی طلب

رسکاتی۔

اسے ارشتہ تار کے شیخ۔ میں تجھ سے کیا پوچھتا ہم تو ہم اس تو ہم

بھائیک رہا ہے۔

مران نے حنبلاتے ہوئے کہا۔

باس۔ میں پوچھ کر رہا ہوں میں نے آج سکے شراب نہیں لی۔

جنڈت پھر کی لبھی جو لالا۔

شیخ۔ میں نہیں مان سکتا۔

مران سر شیخی بھی نہیں سکتے تھا اور جوزدت نے مجھ سے شراب نہیں لی جو لگ

کیونکہ اس کے علم کے مطابق ہونتے اب تک چھپا تھیں لی جکا کہا۔

باس میں پیچھے کہہ رہا ہوں۔

جذت نے قدیماں اذار میں کہا۔

کھون ہے کیا شراب کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔

مران پر جزت کا مزید دردہ چلنا۔

شیخی باس۔ میں دل نہیں پاتا۔

اور پھر جوزدت نے مران کو ساری تفصیل بتادی۔
اب پہنچنے کو دل چاہتا ہے
مران نے پوچھا۔

باس۔ اب دل چاہتے ہے کہ شراب کا پیداوار ہم پی جاؤں۔
اسے مرگی۔ میں یہ سر شیخ کو خوشی ہوا تھا کہ پیدا تھم اُو ہی ہن گئے ہو۔ میں
اس خوشی یہی جو ہر کو خوشیاں مناؤں گا۔ ملکتم قویرا ہے جو عزیز کرنے پر نہ
بیٹھے۔

جوزدت چل کاہر سا۔ وہ جواب بھی کی دیتا۔ آئتی دیروں کا رہا۔ میں دل چاہتے
پہنچا۔ مران نے اسے پیچھے آتا۔

چلو اب اندر بھاگ جاؤ اور آئندہ میری اجازت کے لئے رہا۔ میں کہا۔
کر کیں نہ ہمایا۔

یہ کہ کہ مران نے تو سرپرداں کی سورجی اور جوزدت تھاتے اچکا کر کوئی کا
بھاگ کھلتے رکا۔



وگ نگر کے پتے نہ گھاٹ کے۔ نہ اپنی نگر بانکتے تھے نہ خروں
میں۔

دھندیں کسی نہ کسی کارکی ہیڈل لاشیں چکدیں تھیں۔ لیکن ان کی بڑک
بھی لاکڑ کے شعلے سے زیادہ نہیں تھی۔ تھوڑی دیر بک وگ دھند کے چھٹے کا
انخلاء کرتے رہے۔ پیر ان میں پیشی پیشی گئی۔ کیونکہ دھند کم بھنے کر پائے
بڑھتی جا رہی تھی۔ لوگوں نے نگر وہیں کی بتایا جلا دیں تھیں۔
نگر وہیں کے دفتر میں گھٹٹیاں لکھ رہی تھیں۔ لوگ دھند کے اسے
میں پوچھ رہے تھے۔ لیکن وہ انہیں کیا بتاتے کہ کہ انہیں خود اس کی وجہ
سومون نہیں تھی۔ ان کے آلات کے مطابق دھند کی کوئی دیر جگہ نہ تھی۔
اس لئے وہ بھی کچھ بتانے سے معدود تھے۔

لوگوں کی بے پیشی بڑھتے بڑھتے اضطراب میں تبدیل ہو گئی۔ کیونکہ اب
یہ دھند ملت راستوں سے گھروں میں داخل ہوتے لگی تھی۔ لوگوں نے بڑی
ہوشش کی کہ دھند کو گھروں میں داخل ہونے سے روکیں لیکن وہ کس کس
سر ایک کوینڈ کرتے۔ چھٹے سے چھٹے سر ایک سے دھند اندر گھس
رہی تھی۔

پھر اپاک شہر میں لگے گئے تمام سارے زور دار آوازوں سے
بجھنے لگے۔ یہ خaldoں کے سارے تھے۔ شاید حکام نے کیا ملک خلے سے



لنج میں پری محل طوبی پر کہرا وہ تھی۔ سارے ٹھہر پر دیر بک کیک ہے
تھی بکھنی تھی۔ دھند اس قدر زیاد تھی کہ ایک فٹ کے نامی سے بھی کرنے
نظر میں آتی تھی۔ کمر کی دلستہ شاید بنی ہمیں مول سے زیادہ تھی۔ عزیز و
ملاز دیشیں لوگ تو دھند میں ہی کسی۔ نسی همچ لہٹہ اپتے دھڑوں اور طوں
میں باہتے تھے اور ابیر وگ سرفت سیستھے اک کرچیتے تو وہ بھی اپتے اپتے
پر جاتی۔

لیکن دھند کی بجٹتے کی بجائے لوہ بھر بڑھتی جا رہی تھی جو لوگ نگر سے
بیرون کل پکے شے دارستہ مول کر دھند میں ناک قیباں مادر بے تھے اب۔

Perpared by: S.Sohail Hussain

درستیت وہ اندھے ہو پکتے تھے۔

تحوڑی دیر بعد وہ دھنڈتا ہے بولی شروع ہو گئی اور پھر سون کی شعادی سے سارا شہر منور ہو گیا۔ لیکن لوگوں کی نلوگوں کے ساتھ اب بھی ادھیر اتنا۔ وہ اس وقت انہوں کی طرح انہی میں ماتھا باؤں مار رہے تھے اور شور پا رہے تھے۔

آہستہ آہستہ ان کی آنکھوں سے سیاہی دو ریوٹے لگی اور پھر ترقی پا دو
گئے۔ بعد اُوک پوری طرح دینکن کے قابل ہے۔ اب برجیز پلے کی طرح
روشن تھی۔ لوگ ملت جو میگن کیان کرتے ہوئے گھوڑوں سے باہر نکل آئے
شہر میں طرح حلات کی افواہیں اڑنے لگیں۔ کسی کی سمجھوں میں سے بات
بات دا آتی تھی۔ پھر مڑکوں پر یا لیں کی گاڑیاں لاوڑ پیکر کئے کل ایں
اور لوگوں کو اپنے کاموں پر جانتے کی میکن کرنے لگیں۔ لیکن وہ اس
باۓ میں سونت سوت کر پاگل ہوئے بارے بارے چھے۔ روشنی والیں آتھے کے
اکیں گفتہ بعد شہر کا لکام پر ہی طرح جا رہی ہو گیا۔

تحوڑی دیر بعد اجڑوں کے خاس ضمیم شہر کے لگی کچوں میں پہلے لگے
اور پھر جانچ کر لوگوں کو دھنڈ کے متلک بانے لگے۔
وہ دھنڈ کے ساتھ ساتھ یہ پڑھ کر بھی جران رہ گئے کہ اس دھنڈ کے
دوران دارالمکومت کے آٹھوٹھے بکلات پکے تھے۔ جڑاں گاڑیاں

پنچھے کے لئے انہیں بجا ہاتا۔ کیونکہ اب حکام کو جھی اس دھنڈ کے غیر معمولی
ہوتے کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ ساروں بننے سے پہلے شہر میں پھر بھی کچھ سکون
تھا لیکن سارے توں کے بھتے ہی، بر جگہ شور پڑ گئی۔ بر عین اپتے اپتے کروں میں
وہ بھاٹخت کت آرا قائم کر رہا تھا۔

کوئی کبکا کرتا یہ تو اپنی حملہ ہو گیا ہے اور کوئی اسے کسی سر پر ہے سائناں
کا تجسس رہتا۔ عزیزیکہ بننے من اتنی بی باتیں نہیں۔

پھر اس شور میں اور بھی اسناز ہو گیا۔ جب لوگوں نے اس دھنڈ کا لگک
بنتے دیکھا۔ سیند و دھنڈ آہستہ آہستہ سرخ رنگ میں تبدیل ہوئی تباہی تھی۔
پھر اس کا لگک ہبھرا صرخ ہو گیا۔ اور اب لوگوں کے پاراں لارٹ سرخی ہی
مرنی تھی۔ ایسا حسوس ہوتا تھا۔ میسے سارا دارالمکومت خون کے سرخ سمندر
میں ڈوب گیا ہو۔

وقبکیرست اور لکڑوڑتیدے کے لوگوں نے اسے خدا کا عذاب سمجھا
اور وہ خشونت و خطر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے گاہوں کی معافی مانگنے
لگے۔ اب دھنڈ کا لگک اتنا ہبھڑت ہو چکا تھا کہ لوگوں کے لئے اس کا دیکھا
نا ممکن ہو چکا تھا۔ لوگوں نے اپنی آنکھیں بند کرنی پا ہیں، لیکن کب ملک

آہستہ آہستہ ان کی آنکھوں میں بھی سرفی چھاگئی اور پھر ہر سرخی سیاہی
میں تبدیل ہو گئی۔ لوگوں نے سمجھا کہ شامراہ اب اس کا لگک سماہ ہو چکا ہے۔

Perpared by: S.Sohail Hussain

ولئے ایک بھائی کی وجہ سے تھے لیکن اب آئتے آئتے ان کا شور دھم ہر باتا تھا
جی کہ یہ یہی ان کے مز کھلے دھندے ان کے من میں لگ جاتی اور ایسا
تمس سرما ہے یہی ان کے من میں تمیں الگ گئی ہوں اور چران پر خانسی
ہار دہڑ پڑ جاتا۔ اور لوگ کھانتے کھانتے پاکل ہو گئے۔ کھانسی کی شست
ہے ان کی انکھوں سے پانی بینے لگا۔ اور چرم گھٹے گا۔ آخر لوگ کھانتے
کی نتے پے دم بوکر گئے۔

اور تھوڑی درجہ شیر پر غیر عالمی سکون یجا گیا۔ شاید لوگ کھانسی کی
وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ تقریباً دھنٹے تک بھی حالت رسی اور
یہ دھنڈ پٹکی طرح قابس ہو گئی۔ اور آئتے آئتے سکون شوری تبدیل
ہوئے گا۔ شاید لوگوں کو سوش آ راتھا۔ وہ سری دھنڈے شیر میں دہ
پڑھ کر پھیل کر الامان۔ مخلک سے ہم کوئی خوش قصت گھرا ایسا ہو گا جیسی
کے تمام آدمی پیچ کئے ہوں۔ نہیں تو ان کا کوئی نہ کوئی فرو رخی مزدود ہو گی
قابو ہوتے کے نارو شیروں کی آوازیں اُر بی سیں۔ پھر رفتہ رفتہ رندی
مولہ رہا گئی۔

لیکن اس بے سینی اور انتظار کو کیا کیجئے جس نے رخش کے دل
بڑھ دیا تھا کہ تھانے کب کیا ہو۔ ہر حال اب مطلع صافت تھا اور
حالات تکہیا مسول پر آپکے تھے

مزکور بیداری کمی میں۔ کی وجہ تھا کہ رپکے تھے بے سے جرت کی
بات یہ تھی کہ شیر کے مرکزی ٹانڈن پر لگا کہا بڑا کلاک بھی طائب تھا۔
والا حکومت کے پیشہ مکشرا اور تین چار اور بڑے حکام جنہیں پہلیں
کے ملے تکام بھی شامل تھے، اپنے اپنے مکانوں میں مدد و پستے گے۔ ایسا
موسوس ہوتا تھا یہیں ان کا کلا گھوڑت دیا گیا ہو۔

ان بیرون سے شب میں ہر طرف شوپنچ گیا۔ اب افواہ ہوں کا رشتہ بھجوں
کی سرگزیوں کی طرف ہو گیا تھا۔ ہر شخص اپنے اپنے اذان کے مطابق اپنی
پناہ بات تھی

شب میں ایک بار پھر ایری چھینٹے گی جب دیوار ہو رہیں تھیں
ہوتے ہیں۔ دھنڈ کا کوئی میٹن لظر نہیں آ رتا تھا۔ ایسا گرسہ کھاتا تھا یہیں
ہوا دبایہ دھنڈ کا پہ دھار رہی ہے۔ وکل افراطی میں بے تاثر اپنے
لکھن کو جھاگئے گلے۔ یہ افراد میں اتنی بیگنی کہ سیکھوں وکل ایک دھنے
کے نیچے کھلے گے۔ جزاں پھر لے بڑے داد ہے ہو گئے۔ تمام شر کا نام
ایسے بیرونی

ہر طرف ایسی چیزیں دیکھ گئیں کہ الامان۔ میدان خڑک کے حوالے میں ہو گیا
تھا۔ چند کم منٹوں میں پھر دیز دھنڈ ہوتے گی۔ آئتے آئتے اس دھنڈ میں
سہن کا چھانٹے گا۔ اور پھر تھوڑی درجہ بعد ہر طرف گلزار بیکھ چاہیا گی۔



ہوتے ہی مسلم کا انعروہ مارا۔
کیوں۔ کیا کسی مردے کو دن کر کے آئے ہو یا جسم کی مانزٹر
رہے ہیں۔

عمران نے باری باری سب کے چڑوں کو دیکھا۔
لیکن وہ سب پر سوراخ نہیں تھے۔ کسی نہیں عمران کے مذاق کا جلا
دیا دیا۔ عمران ایک لمحہ کے لئے سمجھنے پڑا۔ لیکن پھر اس کے یہ سے پہ
لے پڑا اپنی پیٹ کا کمی

”پھر جہاں وہ بھی ہی کریں جی ٹانگ پڑھ سکوں۔“

عمران نے ڈھینٹ پختے ہوئے کہا۔

”بروت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا۔“

جو یادتے تھیں سے کہا۔

”ارسی تیر اسیہ اکران سامنا مذاق کا رشتہ ہے۔“

عمران نے سونے پر ڈھینٹے ہوئے کہا۔

اور ہم یا جملے کی سوتھ کر پچ مولگی۔ پھر عمران جی مز لکا کر میٹھی گدار

لیکی کرتے تھے۔ اس کی نیان پر پھر کچھ بھلی انھی۔

”آج غذیہ تحریر خاکوش ہے۔“

عمران نے چہرے پر حریت پیدا کرنے کے لئے کہا۔

الف منزل کے منہل میں اسی وقت سیرت رسول کے
تمام ارکان موجود تھے۔ عمران شاید یہی تک شہیں آیا تھا۔
ماں میں ڈھینٹے ہوئے سب وہ سینہہ اور سوراخ تھے۔ ان سی شہر
پر چوکھے گردی تھی۔ اس نے ان کو کافی سوچنے پر ہمہ روکر دیا تھا۔ وہ
سب کو مدعاہدہ پریشان تھے۔ لیکن ان میں ایک شہنشہ اسی میں تھی جس
کا چہہ والکل سپاٹ تھا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں پریشانی کی جگلیاں موجود
تھیں۔ وہ خاکی پٹنے شکل۔
اپنے کو سب پیچک پڑے۔ جب عمران نے دروازے سے داخل

Perpared by: S.Sohail Hussain

یہ شنگر کتیں کوئی ہوت پڑا جنم ہا کر سکتا ہے اس نے تم سب
نے من و من کی بادی اس سبھ پر لگانی پڑے گی۔ کہ سکتا ہے کہ جد
ذماں سے بخات پائیں، ہم میں سے چنان فراز کم ہو چکے ہوں میں میں یہ
اہول کو آپ سب کسی حالت میں بھی چھپے نہیں بھیں گے۔

میں غوشی ہے کہ آپ ہم سے ایسی ایمیں رکھتے ہیں:

یاد نے سب کی طرف سے جواب دیا۔

چاہا اپ آشہ کا پر گرام سن لیں:

یکھٹو کی آواز دربارہ گوئی۔

ل تیرچاں نکل ٹوڑ کیا ہے۔ اس دھنکا مرکڑ ہمارے دارا حکومت
لیں کہیں عکوس برداشتے۔ اس سلسلے میں کسی بھگ کا قسمی بڑیں کر سکتا ہو
ل تھا ہوں کہ آپ سب سارے شہر میں اپنی خاتیں اور ایسے افراد یہ
ل اگدہ کہیں جاؤ آپ کو ٹھنڈک نظر آئیں۔ ہم اس کے بعد ہمیں کوئی راد مل
ل رکھتیں، اور اس سب یہ سب کچھ میک اپ میں کریں گے۔ اور جب
ل ہم گردوارہ پر مہماں آپ سب اینیں ماں انش و انش میں رکھیں۔
ل اپ میں موجود ہے۔ اس ہمیں وہ آپ سب کی راہنمائی کرے گا۔
ل ایساں۔

ل اور زانیمیر کا لیب بکھر گی۔ جو یا اسکر سونے پر آہنی اور سب کے

”بگاس بنڈ کرو۔“

ل تیربر نے لفڑت سے ہر ٹھنڈتے ہوئے کہا۔

ل اسے ہاتھے ہے۔ کیا مزے سے پھول ھبھر بے میں

ل مرانے ہاتھ پچھاتے ہوئے کہا۔

ل لیکن پھر خاموشی پچھا گئی

ل ”سیکل پیرز۔“

ل زانیمیر سے ایکٹم کی آزاد انجھری۔

ل ”ایس سر۔“

ل جو یا سے زانیمیر کے سلسلے کو پریمیٹھے ہوئے کہا

ل سب گزیر گود دیں جو یا۔“؟

ل ”جی ہاں۔“

ل ”کیا نے جو باہر جاؤ آپ دیا۔“

ل ”یہ نے آپ سب کو اس نے یہاں بیٹھ کیا ہے کہ اوت کے مالات

ل سب کے سامنے ہی۔ شہر میں جس طرف افراد قدمی اور اہل کی پھیلی ہے وہ

ل سب جا تھیں۔ اس نے جا را اب یہ سرکاہی فرقل کے علاوہ تو قمی اور

ل مدنق و دش بھی ہے کوئی سب مل کر گرام کو اس طلاق سے نیاتھا لائیں

ل میں اس سلسلے میں ایک بہت پہنچ طلب کی جو اپنا ہوں۔ اور یہ ظاہر

سب مران کی طرف متوجہ ہو گے۔ لیکن مران آٹھیں بندگ کے سر
پینک رکھتے ہوئے سویا ہوا تھا۔

"مران صاحب"

آخر صورت روکو ہونا پڑا۔

سندھ نے کہا۔

اپنی توپیاڈ کیا تھات ہے۔؟

مران نے اپنے چہرے پر سنبھال گئی لاتے ہوئے کہا۔

لیکن جواب نہیں۔ مران دیسے کی المیان سے سو رہا تھا۔ سب کب اس کے چہرے پر اتنی کھڑی سنبھال گئی تھی کہ وہ حیران رہ گئے۔ بوجوں گے پر بندوق مالات اسے سنبھال تھے کرتے رہا۔ اس پر مران کا ہے خدا۔ اسے دل ہی دل میں مران کی سلامتیں کا قابل ہو رہا تھا۔ خالی استے گزرا تھا۔ لیکن مران کی غصت کو کہیں کر دے ایسی حرکتوں پر مجبور رہتا۔ سب کی ایک اسکا ہے کہ کوئی خاک ہی نہیں کر سکت۔ اب اسکی کوئی بیجے رہنا تو وہ یہ سکھا ہے تھا۔

آخر جو یاد نہ ہے سے فران کے کاغذے جلائے۔

فران نے پہنچ کر آٹھیں بھول دیں۔

کیا تھات ہے۔ اب سفہرگاہ نہیں دیتے۔

مران نے اٹکا الیٹے بوسٹکا۔

"مران صاحب۔! حالات پہنچے تااک میں۔ ۲۷ سے ۲۸ تک۔" پہنچے۔ اپنے حلقتے باش لیتھے۔ اور کوئی خاص بات ہو تو وہ اپنے شاہزادیوں کی سلسلہ پر پہنچ دیتے۔

کچھن تھیل تے سنبھال گئے مران سے کہا۔

"کون سے کام نہیں پلنا تو اپنے بائس سے کہہ کر پڑائیں مٹکاؤ۔"

اپ کو دو اکٹھوں ہو ہر پیٹشک ہے۔"

"میرے مران صاحب۔!"

سنبھال نے پہنچی بار مران سے غافل ہو کر کہا۔

ٹک۔۔۔ ٹک تو مجھے اپنے اپ پر بھی ہے کہ آیاں یہاں

موجو دہنی ہوں یا نہیں ۔"

عمران پھر ڈی بد رہا تھا۔ میکن چر بجائے کیا سوچ کرچہ
اب آپ لوگ میک اپ کر لیئے ۔۔۔ میں پتہ ہوں ۔۔۔
یہ کہہ کر عمران دروازے سے باہر خلی گا۔
اور وہ سب اٹک کر میک اپ ردم کی طرف پڑھنے لگا۔



ملکے کے شہر تاجِ حجاجی معلوم ہو اپنے شاندار آمنی میں بیٹھا ایک
غلقی کی گواہی کر رہے تھے کہ اپنا کٹ شیخ زدن کی گھستنی کی۔ انہوں نے جو کچ
کر رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے رسیدر کی طرف دیکھا اور پھر رسیدر اسجا
کروں توں سے رکا یا۔
رسیدر ۔۔۔ میں سکھنے بول رہا ہوں ۔۔۔
حلاجی صاحب نے کاروباری بیجے میں کہا۔
میں ایسیں ہوں ।۔۔ یہ بول رہا ہوں ۔۔۔
سرے بخاری بھر کم آواز سناتی دی۔

لیکے مجروب صفتِ ایم لے سا جد کے دو شاہ کار

دو گون حفاظیں نے ادا
بے نقاب کر دیا
ایک ایسے ہندوں کی گھر میں کی
جس نے ایکٹھا اور اسکی پر
مشنوخ کر کے رکھ دیا۔

عارت کو نئے نہادیں پائیں گے
خود سوچ دیتے ۔۔۔
قیمت ۱۵ ۔۔۔

و ایک ایسی کہانی جس میں آپ
بھائیک کہانی ۔۔۔
و ہنگامہ خدا کا نام ۔۔۔
و دلماں ایکڑا ہڈوچھر
نیمت ۔۔۔

الجھکتوہ



Perpared by: S.Sohail Hussain

اے آوازِ کوس کر عاجی مظفرِ محمد بری درود تجھک پڑے۔ اینہوں نے اور حاجی صاحب دوبارہ فائل کی درود کرنی کرتے گے۔ تقریباً آدم سے تجھے کے بعد چپرا اسی ایک شیرِ علی کیتے امدادِ اعلیٰ ہوا۔ حاجی صاحب نے صافی لکھ کر ساتھ ملا دیا اور اسے سامنے رکھی ہوئی گرسی پر بیٹھنے کے لئے جو اسی کو پہنچانے والے کے نئے کہا۔ چپرا کہا اور حکل گیا۔
”مزیدے ہے؟“

حاجی صاحب نے کارڈ باری اخاذ میں غیرِ علی کے پوچھا
اسی غیرِ علی نے جیب سے ایک پھونما سا کارڈ کھالا اور حاجی صاحب کو دے دیا۔

حاجی صاحب نے اپنے اس کارڈ کو دیکھا۔ کارڈ بالکل خالی تھا۔ صرف ایک کارنے میں دھندا لاسا۔ کاہنہ سر کھلا جو اتنا۔ حاجی صاحب نے ایسا انکار کیا۔ اور کارڈ والیں کر دیا۔
”ایم ایم جی بی اس کا فون آیا تھا۔“
حاجی صاحب نے غیرِ علی سے مطالبہ ہو کر کہا۔
”چھا۔“! کیا پوچھو جائے ہے تھے؟“
غیرِ علی نے سپاٹ بیٹھیں پوچھا۔

”اپ اسی کے متعلق پوچھ جائے تھے۔“
استھیں چپرا اسی نے چاہئے کی ٹھے لا کر ساتھ والی میز پر رکھ دی اور

ایک تقدیر درادے کے کل طرت دیکھا اور پھر آوازِ باکر بولے
”یس بیس یک حکم ہے۔“

”المیں نائن تمہارے پاس پہنچا ہے۔“
”نهبیں بیس۔“ ابھی تک تو نہیں پہنچا۔

”تم اپنے آپ میں بی سہنا۔ وہ ابھی تم تک پہنچ چاہتے ہیں۔“ اور اس کے حکم پر فریضی کیا۔
”او کے سر۔“

”او کے۔“

”من کر عاجی صاحب نے رسید رکھ دیا اور جیب سے رہاں کھل کر اتنے پر جھنکے دالے پیسے کے قتلے پر پنچھے ملکے کچھ لئے وہ سپتے رہے۔ پھر ابھی نے میز کے کرنے پر لگے کارے بن کر بلکے سے ایسا۔
ایک شٹ کے بعد ایک بارہ دی چپرا اسی درود اذکوؤں کا اندرا اعلیٰ بر۔
”صلیل۔“ الگ کوئی شخص مجھ سے ملنے آئے تو بھیرنا تھا کہ اسے میرے پاس آتا۔

”بہتر جاہی۔!“

چپرا اسی سلام کر کے واپس پڑا گیا۔

”ہر تھے۔ باس کے حکم کی قبولی ہو گی۔“

”اوے کے — میں پہنچتا ہوں۔“

یہ کہتے ہوئے غیر ملکی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور جو حاجی صاحب سے ہاتھ
خالا ہوا بارہ نسلک آیا۔

حاجی صاحب کو اس حکم نے پریشان کرایا کیونکہ اس حکم کی وجہ ان کی
سمجھیں نہ آئی۔

بہر حال چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد انہوں نے فون انٹھایا۔ چند لمحہ
گھانتے اور اپنی بیوی کو باہر بیٹنے کی تیاری کے لئے کہنے لگے۔ چند منٹ
کی لگنکے بعد انہوں نے فون رکھ دیا۔ ابھی انہیں فون کے چند ہی منٹ
ہٹھتے کہ فون کی لمحنی زندگی پر سے بچنے لگی۔ انہوں نے فوراً رسید
الٹھائی۔

”بیوی — میں عطف لولی، ہما ہوں۔“

”حاجی صاحب — ایسیں ہاؤں پہنچا چا۔“

ووسری طرف سے رہی پہنچ والی بھر کم آوار سنائی ودی۔

”یہیں باس — ابھی ابھی واپس گئے میں۔“

”پھر تم نے میرے حکم کی قبولی کی۔“

”میں باس — میں نے میں کو باہر جانے کا کہہ دیا ہے۔ کوئی آن

پھر رہا ہے بنا کر حاجی صاحب اور غیر ملکی کے سامنے رکھ دی۔

”دیکھو صدریت — میں صدرت ہوں۔ اب میں کسی سے نہیں
سلک۔“ اس لئے کوئی شخص بھی آئے تو اسے واپس بیٹھ دیا۔

جب تک میں قہیں تبلاؤں قم اندھا شدی۔“

حاجی صاحب نے پھر اسی کوہدا بیات دیتے ہوئے گھا اور پھر اس کی سر
باہر سر نسلک کیا۔

”نام — اب فرطیے کیا احکام ہیں۔“

حاجی صاحب غیر ملکی سے مقابلہ ہوتے۔

”باس کا حکم ہے — کہ آپ دس دن کے لئے اپنی کوئی خالی
اور قبیلی کو باہر بھجو دیں۔“

”میری کوئی سے باس کو کیا دیجیا ہو سکتے ہے۔“

حاجی عظیز نے ہمراں بھتے پوچھا۔

”یہ تو باس بہتر ہاتا ہے۔“

غیر ملکی سپاٹ بھیجیں کہا۔

”یکنیں یہ حکم باس شیلیمن پر بھی دے سکتے تھے۔“ آپ لائیکس

کی علاوہ کیا صدرت ہی۔

”کوئی دیہ ہوگا۔“ درہ باس اس بات کو ہم سے بہتر بھی کہا۔

Perpared by: S.Sohail Hussain

پریا کے پڑھے تھے۔ لیکن یہ سب کچھ ظاہری بات تھی۔ اندر میں طور پر اپنی تجارت کے لئے سارے ملک کو قرآن کر سکتے تھے کیونکہ اپنی دوست سے بے حد پیار تھا اور وہ ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔

یہ سب کچھ اپنے نے اپنی عنعت اور مستقل مزایی سے بنایا تھا اس لئے درلات ان کی خاص کمزوری تھی۔ آٹھ کل اپنی منتقلت ذرا سے علم جو اتنا کروکوت ایسی درآمدی پا لیں کا اعلان کرنے والی ہے جس سے ان کی تجارت پر شیخربز پڑ سکتی ہے۔ اس لئے وہ حکمِ علی گردہ کے پنج چڑھے گے۔ جنہوں نے مالی صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ وہ لوگ اس کے ساتھ تعاون کرنے کے قرودہ اس درآمدی پا لیں کا اعلان نہیں ہوتے دیں گے۔ جس پا لیں کا اعلان ہوگا وہ ان کی مرتبی کے مطابق ہوگا۔ جس سے ان کی تجارت کو پھٹے پھٹے کو مررت ہے گا۔

مالی صاحب اس سلسلے میں ان کو کافی رقم بھی دے پکلتے۔ لیکن آٹھ کے عکھتے اپنیں واقعی پریشان کر دیا تھا۔ ان کی بھروسی نہیں آتا تھا کہ اس گروہ کو ان کی کوشش سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ لیکن اب سوائے ان کے دلکشم کی قیمت کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ اپنیں اکیا میک تو چھوپے چکے تھے جو اگر منظع امام پر آجاتی تو ان کی تمام ظاہری اُن بان کا تاریخ پاک ہو گردد جاتا۔

شام کو خالی ہو جائے گی ”۔

”ویری گلٹے۔“ تھا ریسی مسندی سمجھیں بہت پسند آئی ہے۔

”باس۔“ ایک بات پوچھ کے اور ”؟“

مالی مظفر نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

”کیا بات ہے۔“

”باس آپ کویری کوئی کس نے پہاڑیے۔“

”مالی مظفر۔“ تھیں اس سے کوئی سرکار نہیں ہر چاہیے اور رہ

آئندہ اس قسم کی بات پوچھنے کی حراثت کتا اور زمان دس دنوں میں اپنی

کوئی کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرنا۔“

”بہتر سر۔“

ادرنون ملکیت ہو گیا۔

مالی مظفر نے ریسیور رکھا اور خود اٹھ کر باہر چل گئے۔ متروکی پر

بعد اس کی کاشتہنگہ سرکوں پر ڈوڑ رہی تھی۔

مالی صاحب دارالحکومت کے بہت پڑے تاجریں میں سے تھے

ان کا لاکر بیار بیک کے طول و عرض میں پھیلا ہوا تھا۔ بیٹھا ہو رہا ایک حمز

شیر کا تھے۔ ان کی زیر گرانی بہت سے قیمتی ملائے کاٹائے اور بیسیال میں

بیس تھے۔ سارے ٹکڑے مالی صاحب کی نیکی اور دریادی اور فریب

Perpared by: S.Sohail Hussain

لے گوئیں۔ آپ سنتکت رہ کریں۔ میں ابھی چلے نہیں یوں گا۔
نہ بیٹھ لے بلدی کے کیا۔

اُس میں بھخت کی کیا بات ہے؟“
یہ پہر کو جائی صاحب تے ویز کو جانے کا اشارہ کیا۔

”جی تو یور کہتے ہیں؟“
اُس بیٹھنے اپنا تقدیر کر لتے ہوئے گا۔

”میرا کام منظر نہ ہے۔“

وہی ملکرستے ہی جائی فقرہ وادا کیا۔
آپ کیا شغل کرتے ہیں؟“
تو یور یہ پوچھا۔

”میرے کارخانے ہیں۔“

حالی صاحب نے فقرہ سا ہوا بیا۔

”لو گو۔ آپ جائی ملکر تجود تو نہیں۔“ سک کے ہشہ ہمہر
تیرنے یور ان ہوتے ہوئے کہا۔

”لکھاں۔“ میں وہی ہوں۔

حالی صاحب تے اپنی تعریف سن کر دل اخراں لبیے میں کیا۔
آپ سے مل کر بڑی خوشی یوں۔ میں سوش میں نہیں ملتا فکر

۔ سما سوچتے ہوئے دکار چلا دے تھے۔ کافی دیر و غافلی المعنی کی صرفت
میں سڑکوں پر کار چلاتے رہے۔

پھر انہوں نے کار اکیل عالم اشان ہوئی کے کپا و مڈ میں گھوادی۔ کار کو
کاک کے وہ آئسٹ آسٹر پوٹ کے مین گیٹ کی ہڑت پلے۔ بال میں پہنچ کر
انہوں نے پیٹھے کے لئے ایک کونے والی میز مخفیہ کی۔ ویز کو چاہے اتنے
کے لئے کہا اور خدا دوبارہ بیچ ولے میں پر غور کر لے گا۔

ایسا کہ وہ اپنے پاس ایچھا آواز سن کر پچھ کپک پڑے۔ انہوں نے سر
اعکار دیکھا تو ایک فوجان ان سے بیٹھنے کی ایجادت مانگ رہا تھا۔ ایک لمحہ
کے لئے ان کے پیڑے پر فتح کے کاٹرات ابھرے یہکن بلندی دوڑ جو
گے۔

”ترسلیں رکھیے۔“

انہوں نے مسنون اخلاق برستے ہوئے کہا
”میکرے۔“

ایچھی فوجان رکھتے ہوئے کہ سچا پر میٹھا گیا۔ اتنے میں ویٹے پانے
کے پر قلن لا کر رکھ دیتے۔

”ایک پانے اور لاؤ۔“
حاجی صاحب نے ویز کو آرڈر دیا۔

Perpared by: S.Sohail Hussain

آپ سے اس طرح اپاک ملاقات ہو جائے گی — دیسے یہ افرینیں ساختے چھے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں — اور میں اپنے متعلق آپ کو یہ
کہا وہاڑے ہے — میں وہاں بیرون کی کاؤنٹ کامالک ہوں۔ ”
تھوڑے پہنچے متعلق تفصیل سے بتتے ہوئے کہا۔
”آپ اپنے ملک میں کار و بار بیوں نہیں کرتے ہاں کہ ملک میں خوشحال
پیدا ہو۔“ حاجی صاحب کا لیج حب الوطنی سے ہمپر ہتا۔
”جنہاں — میں کافی عرصہ سے سوچ رہا ہوں مگر میں تکھیا
اس نے ہوں کہ مجھے ملک میں جاذبی اور پذیری سے واثق ہیں ہے۔“
”ایک کیا بات ہے — اگر آپ اس ملک میں کار و بار کرنا چاہیں
تو میں برقراری سے آپ سے لقاء ان کروں گا۔“
حاجی صاحب نے اسے فراہم لاش پر کش کی۔
”تو آپ کی نوازش اور اعلیٰ عرفی ہے۔ ہم آپ اس طبق بات کر کے
بیکن۔ درست عام تاجیر صفات تو یہ چاہتے ہیں کہ ان کے ملادہ ملک کے
نام باقی آمیز سیاست ہو جائیں۔ تاکہ ان کی مناسبتی (MONAPALY) قائم
ہو سکے اور اس نے وہ ہر جا کرہ کا جائز انتظام کرنے کے لئے تیار
ہو جائے ہیں۔“
آپ کی بات درست ہے — لیکن ایسے لوگ قبر ملک میں موجود
ہوتے ہیں۔ لیکن میں پانچھل اٹھیاں برا بر نہیں ہوئیں اس طرح جوں کے

وٹ پیک کر باہر پڑھے گئے۔ توزیر ان سے پہلے ہوئی سے اہر
لٹھا۔ حاجی صاحب جب ہوئی سے باہر نکلے تو توزیر ایک سوتون
انڈیں کھلا تھا۔

پھر ہیسے ہی حاجی صاحب کی کارپک وڈتے باہر نکلے۔ توزیر پک
راہمے میں لے چوئے دن بوقت میں مگر گی

آن اتفاق نے اسے ایک گہرے راز سے روشناس کرایا تھا
یہی ہائے پینے اس ہوئی میں پلا آیا تھا اور پھر حاجی صاحب سے
لٹپور گئی۔

اور اس طرح توزیر یہ حکومت کے خلاف اور اس نامسلم گروہ پر
لناش ہو گیا۔ اسے خوش تھی کہ وہ فخر سے ایک شوکر راز بتائے گا
اس سے پھر سے رسیدور اہل کراں کی شوکر مخصوص بڑھ گئے
جی کل بعد سعد مل گیا۔

یہ

ایک مخصوص آواز توزیر کے کافروں سے تھا اور
یہ توزیر بول دہلویوں کی کتاب۔

توزیر نے محمد بن اخازی میں ہدایت دیا۔
کتابت سے توزیر

”ایک شہیں حاجی صاحب — اپے اٹھیان رکھیں۔ توزیر کا دل ایک
سمزد ہے جو میں کوئی بات ایک دفعہ جب مگر جانق پے تو پھر کبھی باہر
نہیں نکل سکتی۔ دیسے اپے نے بہت اچھا کیا۔ اپے کو حق حاصل ہے کہ اپے
کسی طریقے سے بھی اس درآمدی پالیسی کا اعلان نہ ہونے دیں۔

”اپے ٹھہرے ہوئے کہاں ہیں — ۹۶“

اپاک حاجی صاحب کو خیال آیا۔

”میری شہر میں ایک آبائی کوئی ہے۔ ویسے میں اچھی رات کی فلادیٹ
سے باہر بڑا ہوں۔ اور اب میں نے فضل کر لیا ہے کہ عذریب افریت سے
یہاں مستقل طور پر آباد ہو جاؤں — اپے کی یادوں نے مجھے مدد
الٹھیان بخشنا ہے۔“

”اپے مزدرا پستے نکل میں کارہ بار کریں۔ میں بر طبعتے سے اپے کی
مدد کر لے گا اور افشار، اللہ آپ ہے حکما میاں پر ہیں گے۔“

”بہتر — اچھا اب مجھے اجازت دیں۔ میں نے منے کے لئے کچھ
تیار یاں بھی کرنی ہیں۔“

”اوے — میں بھی پہتا ہوں۔ میں صرف پاٹے پینے کے لئے
یہاں پلا آیا تھا۔“

اور پھر دونوں نے یاد مل لیا۔ اور حاجی صاحب پیش میں دس پہنچے

اکھر نے پڑھا۔

اور توزیر نے مابھی ملکز خود کے ساتھ اپنی گستاخی کی قام تسلیم

سنا دی۔

”دیرن لگ توزیر۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تم اپنی آنکھیں اور کان
کے رکھتے ہوئے“

اور توزیر کا سینہ یہ سن کر خوشی اور فخر سے پھول گیا

”توزیر تم ایسا کرو کہ نئے میک اپ میں مابھی ملکز خود کی ٹلانی کر
اوہ اگر کوئی خاص بات ہو تو واضح ترا نسیہ پر مجھے روپڑتے دیتا
اور توزیر نے اوسے سر کاہ کر فون رکھ دیا اور فون پر بخدا سے باز
ٹھک آیا۔

پھر اس کی کاربی ارٹیکی ہوئی سہنی کے کپاڈ میں سے باہر بچل گئی

بیل سی جیورز کی شاندار دکان پر لاگبھوں کی کافی بیڑھتی اور دکان
اوہ وہی سیز میں بڑی مستقدی اور پتھری سے لاگبھوں کو سوتے
لے جانیں جعلی کرتے ہوئے زیورات ڈبو سے نکال نکال کر دکھلا جائے
تھے۔ پس پیورز کی دکان زیورات کے سلسلے میں ملک کے طوں وہ مرن
لے جوڑتی۔ ان کے ہاں دیانت اور سدت کو پیٹھے نہیں چھپ دی جاتی
وہ اپنی ان کے سامنہ کو کبھی بھیں نہیں پہنچتی۔

آن سب سکول دکان لاگبھوں سے پڑھتی۔ کافی تعداد میں مردا اور موڑتی
زبانات دیکھ رہی تھیں۔ چند لوگ دکان کے شوکیوں میں بجھے ہوتے
ہوتے اور یکجہد ہے تھے۔ لوگ آجھا ہے تھے۔ ان میں سورتوں کی تعداد
لڑکی خوبیکار ایک یہی کامساں تھا۔ ہر فون ریکھنی سی ریکھنی تھی۔ غریب

بیس تھا عمران زندگی
حوالہ حملہ
قہبلہ ایکستو

۷۹

اگر تو اس شکنگن سے نہ سخا تے کی سمجھی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اُنہاں میں کہا۔
کی دنابے اور اینہاں میں بھی خوش رہ سکتے ہیں۔
دکان کے باہر ایک بیٹی کی کار آگر کی اور ایک فوجوان مردوں سے
پڑھے اور ہر سوئی تراویح کا سوت زیب تن کر دکھا تھا۔ لاتھ میں ایک بار
تیرزی سے میں صاحب چڑھتا ہوا دکان میں داخل ہوا۔ وہ سیدھا شیر کے پاس
اور وہ اس کے سامنے رکھ دیا۔

فرمایے۔ میں آپ کی کیا نہ مت کر سکتا ہوں۔
شیرخترے خوش اخلاقی سے پوچھا۔
یہ ڈب کھل کر دیجئے۔
فوجوان کا لہجہ تھا۔
شیرخترے بھائی کی تھی کہ موسیٰ کریما۔ یہکہ اس نے بدلے ہمارے
دینے کے ڈب کھل دیا۔ اس میں ایک انتہی غریبیات ہار پڑا۔ جنگل کی
کر رہا تھا۔ مار انتہی ملبوہ رت اور تھیج تھا۔
شیرخترے ہار کو ٹھوڑتے دیجھا لیکن اس کی کھوئی پکھڑ آیا کہ یہ اُن
کیا چاہتے ہے۔ اسی نے دوبارہ پوچھا۔
یہ ہار۔
یہ اپر سوں گیم آپ کی دکان سے لے گئی تھیں۔ فوجوان نے پُر

۷۸

اچھا۔ پھر
اب شجر بھی اکنہ گی تھا۔ کیونکہ اس نے درستے لاکھوں کو بھی پہنانا تھا۔
یہ اور انشی ہے۔
زوجان نے سپاٹ بیٹے میں کہا۔
لیکن شیر کو یون موسوس ہوا۔ میں بیٹھ پڑا ہو۔ ساخت کر دے ہوئے
کاکب میں چوک پڑے۔ اور اب سب اُنھیں بچا رپھا کر اس ہار کو دیکھ
بے تھے۔ میسے وہ اس صدی کا گورہ ہو۔
اس فوجوان کے تمدن پر فوجرانی مکار است تھی۔ ایسا موسوس ہوتا تھا
یہے وہ لوگوں کی حیرت سے صرف نظر ہو رہا ہے۔
اپ کے ہو سکتے ہے۔
دکان میں بھل پکن گئی راؤں نے زیورات سے باقاعدہ ہوئے۔ دکان
کے ایک سیلی بھائی تیرزی سے شجر کے پاس پہنچے اور پوچھنے لگے کہ کیا ہات
جاتا ہے۔

Perpared by: S.Sohail Hussain

فرج ہے بارہ اپن کر کے اس کو رقم بولا۔ جیسے درخت میں پر ایس کا اعلان
کر دیں گا اور پھر آپ کی بنا دیانت اور شہرت ناک میں مل جائے گی
ذیجان نے انتہائی تکمیل سے سوچا۔

آپ نے بیک ملک کرنا ہا بنتے ہیں۔ اصل بار کے بعدے یہی نسل
باداپن کر رہے ہیں۔

سیٹھ نے بیک تکمیل سے کہا۔

اور پھر شہر سے مناطق پر کہا۔

ڈراپر ایس کو فون کرو۔ ایسی صالحة صفات سوچتا ہے۔

یہ من کو ذیجان کے چڑے کارنگ ذرا بدلائیں یہے کی تہی نہیں اگے
اگے بڑھ کر فون کو لاتھ لیا۔ ذیجان دو قدم جیچے پہنچا اب اس کے ہاتھ
اقوسیں رویا اور پچک سدا تھا۔ اور چھرے پر کرخی اور درشتی پچک رہی تھی
اس کے ہاتھ میں رویا لوڑ ویکھ کر سپ پچک پڑے
بڑوار جو کچھ لے جرات کی۔

ذیجان نے چیز کر کہا۔

پھر لوگوں کی سیرانی کی حد رہی۔ جب ایش اپنے چاروں ہاتھ پار
اور ذیجان ٹھیک میں پستول نے کھلانے لگا۔ حور تھی سہم لگیں۔
مرد اپنکا بھلے سس دھرات کر رہے تھے۔

یہ بارہ بیہاں سے ملے گئی ہیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ نسلی ہے۔

میثجرنے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

نسلی ہے۔

سیٹھ نے جرأت سے ہار کو اعلان تھے ہرے کہا۔ عزود سے دیکھنے پر
سیٹھ نے ملکوس کر دیا کہ بارہ اتنی نسلی ہے لیکن بڑی خوبصورتی سے ٹھیک
گیا۔

محات کیجئے۔ کیا آپ بماری دکان کا بماری شدھ کیش میور دکھائے ہیں۔

سیٹھ نے ذیجان سے کہا۔

بھی ہاں دیکھیے۔

ذیجان نے جیس سے کیش میور کا لال کر سیٹھ کے سامنے کر دیا۔ سیٹھ

نے غور سے کیش میور دیکھا۔ کیش میور اتنی ان کی دکان کا تھا اور ایک دن
پہلے بماری کیا تھا۔ سیٹھ پچکا آگی کر یہ صاحب دیکھا۔ بارہ اتنی ان کی دکان

سے فروخت کیا تھا۔ لیکن یہ بارہ نسلی کیسے بن گی۔

بمارا اصل دلایا کر کیا ہے۔

سیٹھ نے ذیجان سے مناطق پر کہا۔

کیا مطلب۔ یہی بارہ اور یہ نسلی ہے۔ یہے اسوس ہے کہ آپ

ڈھنڈو اور حمیدہ دیانت کا پہنچتے ہیں اور مال نسلی فروخت کرتے ہیں۔ آپ

پہنچ بڑھ سیا کس ساتھ دلائے دکاندار نے اپاگک دو لکھ بند جوستے
بڑھ کر کی احساس کیا کہ شاید کوئی گزد بڑھے۔ اس نے پوچھیں کہ دن کر
پتھر میں اب دونوں طرف سے گویاں کا تباہہ لہر جو رہا تھا۔ پھر بھروسی کی
کہ آیاں بر ساتی کوئی تحری سے ملک پر دوڑھئے گی۔ اور پوچھیں دیگر
کہاں کا چھپا کرنے لگی۔

اس کا سائز لگ کر دار آواز میں تک رہا تھا۔ اب زور و خبر سے تباہ
کرنا

اپاگک بھروسی کی کار ایک سڑک پر ملا گئی۔ پوچھیں دیگر اسی طرف
کی ہے سڑک سامنے سندھ کی طرف باقی تھی اس نے اسکل دیران بھی۔
کار کے تاؤں میں گولیاں شیش لگ رہی تھیں۔ کیونکہ ان پر
لہذاں شیش تھکل کئے تھے۔ شاید بھروسی نے اس کا رسی کوئی غاص
کی طرف چلا کر رہا تھا۔ اب گولیاں بر سامنا پیدھیوں کی تھیں۔ صرف کار رسی کی وجہ سے
کہ لگے جاں رہی تھیں۔

بھروسی کا در پوچھیں دیگر سے کافی آگے تھی۔ اپاگک کار کی رفتاد
تک پہنچ گئی۔

پھر ایکہ بھروسی پر اسی تیز رفتاری سے ملا گئی۔ پوچھیں کی دین بھی جنم
کا لامیں اس سر سطح پر پہنچ گئی۔ موڑ مرتاتے ہی سڑک درختوں کے

بیڑ دو۔ تم دکان کا دروازہ بند کر دو۔

اس فوجان نے جوان سب کا سرخن صدمہ ہوتا تھا۔ اکیس پتوں
بڑھ ار قوجان کی طرف مناطقہ بکر کہا۔ فوجان کے
اکیس آگے بڑھ کر بھرقی سے دروازہ بند کر دیا۔ فوجان کے

اکیس ساتھی نے آگے بڑھ کر شوکیس اور کاظمیوں میں رکے ہوئے زیرت
کے پہلے نکال کر کاظمی سلی پر وکٹے سڑھ کر دیتے۔

اکیس نے بڑھ کر تجویی کا دروازہ کھولا اور اس میں پڑھے ہوئے
و پسے اور خاص سونے کی ڈالیاں نکالنے شروع کر دیں۔

سیشو گیل خوش دیکھ رہے تھے لیکن جان کے خوف سے چپ تھے
جس سب مال سینا جا پکھا تو ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور
سماں کی گلزاری اٹھا کر رسی رکھی اور باقی راگ میں آپستہ آپسہ دواد
کی طرف کھکھ لے گئے۔ اسکے پھر سے دکان سے اڑ آئے۔

ان کے سرخن نے ایک کار رذہ جیسے سے نکال کر سامنے پیٹھا لیکن
ایکی وہ مڑی رہتا تھا کہ سڑک پر پوچھیں کی دیگر آکر دی۔ اور پھر گولیاں
پیٹھے کی آوازی آئنے لگیں۔

اس فوجان نے ایک کر کار کا دروازہ کھولا اور اندر گئیں گی۔ پھر
انھا دھنے گولیاں پلٹنے لگیں۔ دکانیں دھرا دھڑا بند ہئے گئیں۔ یہ سب

اگے پڑھنے کی اور پالس کی کار اور مردوں سپاہی دیکھ پڑے وہ گئے
پا پا پا ۱

ذخیرے سے لگاتی تھی۔ پالس کی کار جیسے ہی مورڈ مڑا۔ سامنے تو
محروم کی کار کھڑی تھی پالس کی کار اس کے ساتھ بچا کر رک گئی اور
سپاہی بندوقیں سنبھالتے ہوئے نیچے آتیں۔ وہ سب پالس کی کار
لیکر نیچے اترے تھے۔

لیکن ان سب کی استیادا بیکار تھی۔ کیونکہ محروم کی کار ناٹھی۔ پا
شاید ذخیرہ میں لگن گئے تھے۔ جبال سے انہیں گرفتار نہ تھی؛ ملک نہ
اور زخمی تھے وہ کمال سے کپاں تک چھپنے کے تھے۔ ساہیوں کے ساتھ
ایک سپ انسپکٹر تھا۔

ہٹلا بغل میں ایک بھاری پرس بغل میں دبائے کیتھ میں گھوم رہی
انہوں نے داڑھیس پر پالس ہید کوارٹر کو پہنچاوم تو راستے میں آئی۔ اس علاقت میں گھوٹتے ہوئے دو گھنے ہو چکے تھے۔ لیکن اسے
دے دیا تھا۔ اس نے انہیں ایسی تھی کہ پالس کی کار و عینتیں ناہیں پہنچیں گے۔ اب وہ گھوٹتے ہوئے بڑا ہو چکا تھا۔
والی تھی۔ سب انسپکٹر کو دیکھ کر یہ قدرے اطمینان ہو گیا تاکہ جیل بروز کی کار دیکھ کر کہا کہا کھاتے اور ایک آدمی
سے تو نہ ہماراں ابھی کار میں موجود تھا۔ لیکن انہوںک اپنے بڑک کے داڑھیاں دیکھ کر۔

طرف سے گولیوں کی بوجھاڑ ہوئے تھی۔
پارساہی تریپالی بارٹی میں ڈھینے ہو گئے۔ لہتے نے کاروں کی آڑ
لینا پاہی گھر جرم مد نظر طرف پہنچے ہوئے تھے۔ اس نے سب انسپکٹر
اور دسپاہی دوسری بارٹیں فتح ہوئے۔ پاہیوں کے مرتبے میں کار رکتے دیکھی۔
درختوں کی آڑ سے تکلے اور پھر ان کے کار میں بیٹھتے ہی کار تیزی سے

Perpared by: S.Sohail Hussain

سرالحمد لله کی گاڑی کی ایسی بصرتی دو رسمی سی کہنکر تریک کارش تھا
اس نے گاڑی آستہ آستہ پل رہی تھی۔ جو لیانے ان کا تعاقب کا
اوروہ کیا۔ اور پک کر یاں گھر کی ایک نیکی میں بیٹھ گئی۔
اس نے ڈمای تکر کو ہدایت کی کہ سید اپالا کا تعاقب کرے
لکھن گلگھ صاحب۔

ڈڈی تیر نے تدرے مغلکوں افذا ہیں کہا۔
وہ میرے شہر ہیں اور اجبل ان کے اور میرے دریان اکے طلاقی
وگئے۔ میں ان کی صوفیات دیکھ کر اس طفل بھی کہا ان اکرنا چاہتی
ہے۔

ہو یا نے تفضل سے اے پاک مسلم کر دیا
اور ڈڈا ہمہ جو یا کار کوکر کھا دیکھ کر خاصی شہر گیا۔ اس نے ثانے
پاکتے ہوئے گاؤں سارا کی۔ میسے کہہ رہا ہے۔ بہتے لوگوں کی باقی میں
لئے گی جائیں۔

گھولو کی لیکی سینہ اپالا کے چکچے پل رہی تھی ان کے دریان ایک
مکاڑا تھی۔ ڈڈا تیر شاید تعاقب کے سلسلے میں کافی شاق مسلم ہوتا تھا
لہاگوں سے دریانی گاڑی سے ملکھا آجے بڑھانے کی کوشش نہ کی
کہاں گے جائے والی گاڑی میں بیٹھے ہوئے صاحب کو تعاقب کا شک نہ کی۔
میسے اسے اپنے مطلب کا کوئی ڈیانا نہ کر رہا آیا ہو۔

سرالحمد لله دیانت داعلی میں سیکھ رہی تھے۔ اسے دیکھتے ہی جو یاں کے دن
پر وہ منظر گوم ہیگا۔ جب ایکسو نے غرمان کو سراحد ملی کی نظر ان کے لئے
کہا تھا میں بعد میں اسے کچھ مسلم نہ ہوا۔

جو یاں میں پک کر دکان میں داخل ہو گئی اور کپڑوں کے منتظر غرمان
دیکھتے ہی دکان میں کافی رہی تھا۔ جو یاں نے دیکھا کہ میجر سراحد ملی سے
بڑے پیار اسرا نماز میں لکھنکر کر رہا ہے۔ اور پھر وہ ان کو لکھ کر انہوں
پتے ہوئے کہیں میں پڑا گیا۔

جو یاں ناگھ تیریں سوچیں کہ کسی طرح ان کی گفتگو شن سے
لینکن یہ سب کچھ نامنکن تھا۔ چنانچہ وہ مجہود میں کھڑا ڈیانا دیکھ رہی
میجر سی دیر بعد سراحد ملی شہر کے ساتھ کہیں سے باہر نکلا سراحد ملی
سے شہر سے باختہ ملتے ہوئے گہا۔
اچھا۔ میں اس کا خیال رکھئے۔

اوے کے

میجر نے کہا اور سراحد ملی تیر تیر قدم اٹھاتے ہوئے دکان سے باہر
نکل آئے۔ ڈڈا تیر نے ادب سے دروازہ کھولا اور گاؤں آستہ آستہ
چل پڑی۔ جو یاں بھی ڈیانا من چھوڑ کر تیر سے پر ماہی تھی کہ اخبار سے باہر نکلی
اکی۔ میسے اسے اپنے مطلب کا کوئی ڈیانا نہ کر رہا آیا ہو۔

Perpared by: S.Sohail Hussain

نحوڑی دیر میں اپالا دیس اور قدرے صاف سرک پر مرگی اب
اس کی رندہ بی بڑھی تھی۔ لیکن کافی فاصلے سے اس گاڑی کے یونچے گل
بڑی تھی۔

نایا مران ان میں پھنس کر اس طرف تو ہجڑے دے سکا ہو۔

ہٹھا ہے پتو پکھ بھی ہو تاہر ہو جائے گا۔

چڑھیچ ہمگرا مپلا کی طرف دیکھنے شے۔

تھر کی دیر بعد اپالا دارالمکومت سے دور ایک دیر ان پہاڑی کی
وں رانگی پہاڑی کی بے برگ و لگیہ تھی۔ یہ صدیوں سے اس طرف
وں لگیہ اڑکی تھی۔ اور پتہ نہیں دارالمکومت سے اتنے نزدیک ہوئے
کہ وہ حکومت نے اس پر تجویز کیوں نہیں دی تھی۔ نہیں تو یہ اکیا ہترین
کلہ استہ بہن سکتا تھا۔

ہریا ہتم نے آٹھ کا اخبار دیکھا ہے

حسرتے ہجا کہ کہ کہ۔

پھیں کیا کوئی خاص بات ہے۔

ہیانے چڑھنے تھے تھے کہا۔

اب شرگل پامہ اور چھے سستیاروں پر اتر آیا ہے۔ کل اس کے گرد نہ
لارڈ ہزار کے مشہور ہری جیسل جیز رنگی دکان پر دلن دیڑے ڈاکر ملا
سدا ہوتا اور زیورات لکھا کر لے گی اور وہیں اپنا کارڈ بھیج دیگا

نحوڑی دیر میں اپالا دیس اور قدرے صاف سرک پر مرگی اب
اس کی رندہ بی بڑھی تھی۔ لیکن کافی فاصلے سے اس گاڑی کے یونچے گل
بڑی تھی۔

ہو یا پہ کنیہ تھی تھا تر اسکے جانے والی گاڑی کو دیکھ رہی تھی۔ بہ
وہ شہر میں داخل ہوئے تو اسے ایک بھٹال پر مندر نظر آیا۔ ہولیا نے قدر
اس قدر کے پاس شیخی دوکے کو کہا۔

پھر نے ہی صدر کی نظر شیخی میں بیٹھی ہوئی جو یا پہ پڑھ۔ وہ پک کر
اس کے پاس آیا۔ ہولیا نے اہست سے دروازہ کھل دیا اور صدر کا اندر میٹنے
کے لئے کہا۔

شیخی ڈیا یوئے جو یا کا اشارہ پا کر نیکی پہنچا۔

سینہ اپالا سیست آگے ایک صوفی رہی تھی۔ جلدی وہ المکوم سے اوصیل
ہو گئی۔ لیکن شیخیہ ڈرائیور سے دنتر اسپال تیز رنگی اور جھوڑ ملتی ہی ایش
دی رجاتی ہی تھی اپالا نظر ہو گئی۔ ہولیا نے اس دروازہ منڈر کو لکھتی ہیں تمام
تفصیل پیدا ہی۔

حسرتے کہا۔

”جو یا ہے سکتا ہے مران کو یا سب کو پہنچے ہے یہ حکوم ہو۔ ہوت کہیں
رائٹھل نہ جائے۔

جس پر شکل پا مانجا ہو اپنے۔

پر لیں کرا طاری میں ملی تھی۔

بڑیا نے یمن ہوتے ہوئے کہا۔

پدیں تے قوان کا تناوب کیا لیکن ساحل سندھ کے نزدیک فخر کے
میں اپنے نے پالیں کے سات پھایوں اور ایک سب السکر کر ختم کرنا
اوٹو خوار ہو گے۔

صدرا نے قصیل بنتے ہوئے کہا۔

بیگب بات ہے۔ اتا براہمیرم اور اس طرح معمول ڈاکے مانا پچھے
صلوم شیں... دیسے بھے اسی میں کوئی پڑا راز مسلم ہو جائے
صحاب اپ۔

اپا نگف ڈائیور نے ان کی طرف مسکار کیا اور وہ دوڑاں جی کی
پڑے۔

لیکن ڈاکے میں سے مخاطب تھا۔ اپا لاپیہاڑی کے دامن میں
رک گئی تھی اور ڈائیور مزید دیا باتیں پاپتے تھا۔

تم نیس ایک درخت کے نیچے رک کر بھار انقدر کرو۔

بڑیا نے لیکھی ڈرائیور سے کہا۔ ہم الیسا آتے ہیں
ڈرائیور نے لیکھی ایک سایہ میں روک دی اور وہ دوڑاں پھر تی سے

بچتے تھے اب سے کہا۔ اب تو اس میں باہم ڈاے بنتے کہتے بڑا
اپ دوڑاں لیکن وہ سرے کے ہاتھوں میں باہم ڈاے بنتے کہتے بڑا

کافی بڑا ہے تھے میں ایک خوش باش جوڑا ہمیں میں ملتے تھے
کہا۔ اب اس طرز کی ایکٹھ اس لئے کہتے تھے کہ

رہا۔ ایک کو ان پر ٹھکنگ نہ گزے
اگر تو یہ سبیں اس حالت میں دیکھتے تو کیا لگزے۔

سندھ نے بنتے ہوئے جو ڈال کی طرف دیکھا۔

ہونت! وہ تو ڈالا اعمق ہے۔

بڑیا نے فرستے ہوٹ سکر ڈتے ہوئے کہا
وہی دیے دیے اپنے دل سے پھر دیے۔

سندھ نے جو ڈال کو مزدوج چھوٹتے ہوئے کہا

سندھ کو آئی پھر چھوٹا کے مدد میں تھا

لست میں جو اس پر۔ ٹھنڈے ایکٹھے ایسے لئے کہی کہیں لکھ کر

لکھتے ہیں۔

بڑیا اکٹھی مسلم ہونے لگی

ٹھنڈا ڈالا۔ ویسے وہ آدمی کام کا ہے۔ بس عشق نے غالب تھا

ایک سایہ میں لکھدا اسکیا اور جو ڈال کھلکھلا کر پہنچ پڑی۔

نہیں۔ صدر نے جواب دیا۔

وہ آئستہ آئستہ پہلائی پر چڑھا رہے تھے۔ تمہاری دریود وہ پہلائی کا چولی پر ہے، پسٹے گے۔ دلوں سے انہوں نے دیکھا تو پہلائی کی پبلڈھوان پر ایک چھٹا سا پانامندھا بوریان مسلمون ہوا رہتا۔ پرے خالی میں سراج محلی اسی صدر میں گئے ہوں گے۔
چولی نے راستے دی۔

میکون:

صدر نے پوچھا۔

میکون کا اس کے مکارہ اور ایسے بچکیاں نہیں ہے جیسا سراج محلی باکستے ہیں۔

لیکن اس کا مندر میں کیا کام ہو سکتا ہے۔
یہ تو صدر میں جا کر یہ مسلم ہو گا کہ اصل حقیقت کیا ہے۔
چورہ آئستہ آئستہ مندر کی طرف بڑھنے لگے۔ صدر بالکل دیران
خالی نے پسلے تو صدر کے پاس سے ہوتے ہوئے گزر گئے۔ کافی درجات
لہو اپنی درستے۔

یہ سے خالی میں صدر کو المد سے بچک کر نایا ہے۔
صدر نے راستے دی۔

دیسے عربان اس کی مٹی بہت پید کرتا ہے میں وہ ایسا ڈھیٹے
کہ پھر بھی باز نہیں آتا۔

بولی نے صدر کو دیکھتے ہوئے کہا۔
بس انہی باتوں سے توبہ کا حی ملتا ہے کہ تم عربان کی تعریشیں کرتے
رسیتی ہو۔

صدر نے شرات بھری آنکھوں سے جو دیا کو دیکھتے ہوئے کہا اور
بیہا ملکا کر رہ گئی۔

اب وہ دونوں اچالاکے نزدیک بہنچ پکھتے۔ اپنے نے اپنے
ہوئی نکاح اچالا پر ڈالی۔ دلوں مرٹ فرامائیں رہتا۔ وہ سگریٹ پر ہٹک
رہا رہتا۔ سراج محلی خاکستہ تھا۔

ڈرامیور نے ایک بھرپور نظر ان دونوں پر ڈالی۔ پھر کچھ سرخت کر ملکا
پڑا۔ اور نور زور سے راجھپور شاہی میں سگریٹ کے کش یعنی ٹلا۔
صدر اسے دیکھ کر ملکا یا اور پھر دونوں آٹے ڈلا گئے۔ اب پہلا ٹیک
کل پڑھانی آئی تھی۔

سراج محلی بامان جا سکتا ہے۔

چولی نے پوچھا۔

مسلمون تھیں۔ دیسے بیہا سراج محلی۔ یہ آدمی کا آنا راز سے خالی

یکن جما مشرب میں یوں اچانک پڑے جانا ہمارے نئے خلواک بھی زبان
ہو سکتا ہے۔ جو یا نے راستے دیتے ہوئے کہا
”تپھر تم سیمی طہروں میں اندر جاتا ہوں انکو نظرے والی بات ہو تو
اسکسٹ کو پانچ ٹانٹیں پر اعلاء عدے دینا۔
ریٹھک ہے۔ ہم دونوں کے بیک وقت پھنس جانے کی بجائے ایک
آدمی کو سی اندر جانا چاہیے۔

شد پھر فی سے مولیٰ کے کچھ چب گیا۔ مورقی سامنے سے دو ٹکڑوں
پتھر کی اڑتیں میٹھگئی۔ صندل نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ آہستہ سے مندر
میں داخل ہوا۔ مندر میں داخل ہوتے ہی ایک پھر لاسکو نظر آیا تھا۔ اسکل جریان
تھا۔ چاروں طرف ٹکڑوں کے جائے تھے۔ کو انہی شستہ حالت میں تھا۔
لیکن صندل فرش پر قدمیں کے حالت نشأت دیکھ کر پوچک پڑا۔ وہ سمجھ کی
کہ سر احمد ملی میں آئے ہیں۔

سر احمد ملی کھٹے گئے کوئی شخمن انہوں دائل ہوا۔ سوا اے اداہی بھک اس
رسویں ہو چکے ہوئے۔ کوئی کروہ باہر گاہ سوتا توہا پہنچ کے نشأت ہیں نظر
لئے۔ سر احمد ملی کے پھر فی سے ریا توہنکا لاد اور اصرد دیکھا۔

مندر میں پوچک گیا۔ صندل سے سوچا کر دا بعین دلت ہے کہمی یہے خیری
کہ سر احمد ملی کو کوئی رکھتا ہوئی۔ وہ آگران کا داوی محل کیا تو ساری جاگ دوڑھنول
ہوتے ہی چنانچہ۔ میں ہی سر احمد ملی کا پشت صندل کی طرف ہوئی۔ صندل بچپن

یکن جما مشرب میں یوں اچانک پڑے جانا ہمارے نئے خلواک بھی زبان
ہو سکتا ہے۔ جو یا نے راستے دیتے ہوئے کہا
”تپھر تم سیمی طہروں میں اندر جاتا ہوں انکو نظرے والی بات ہو تو
اسکسٹ کو پانچ ٹانٹیں پر اعلاء عدے دینا۔
ریٹھک ہے۔ ہم دونوں کے بیک وقت پھنس جانے کی بجائے ایک

اور صدر تیزی سے بہت سا ہونہ کی طرف بڑھ گیا۔ اور جیسا ایک بٹے
پتھر کی اڑتیں میٹھگئی۔ صندل نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ آہستہ سے مندر
میں داخل ہوا۔ مندر میں داخل ہوتے ہی ایک پھر لاسکو نظر آیا تھا۔ اسکل جریان
تھا۔ چاروں طرف ٹکڑوں کے جائے تھے۔ کو انہی شستہ حالت میں تھا۔
لیکن صندل فرش پر قدمیں کے حالت نشأت دیکھ کر پوچک پڑا۔ وہ سمجھ کی
کہ سر احمد ملی میں آئے ہیں۔

اب وہ منتہ ہو گی۔ جیب میں پڑے پتھل یہ اس کی گزنت مضرط
ہو گئی۔ اس سچھ مٹکرے کے آگے ایک اور بہن لاسکو نظر آیا۔ صندل
احسیاط سے اس میں داعن ہو گی۔ اس کر کے کی حالت بھی پہنچ کر کے کی
سی تھی۔

اس کر کے درمیان میں ایک بڑی سی پانی موسقی پڑی تھی جس کی

سراج محلی نے صندر کو اٹھایا اور کندھوں پر ڈال دیا اور مورتی میں بھی
ان کے اندر جلتے ہی مورتی دوبارہ اپنی اصل حالت پر آگئی مورتی کے

لذت بنے ہے جوستے اور صندر کے چہرے پر ڈال دیا اور مورتی میں بھی
کچھ تغیری نہیں آگئی۔ لیکن پھر جسکے سارے ریا اور صندر کے لاقسے میں
لگی کچھ تغیری اور صندر کی قوت سے بھی نیاد پھوٹا ثابت ہوا۔ انہوں نے
اچھل کر کریم لالت ماری اور صندر کے ریا اور پر پڑی۔ اور ریا اور صندر کے
اقوے سے نکلی کر دو رہا۔

اس سے پہلے کہ صندر اس ناچالی کے سے سبھلا، سراج محلی اپنے
زور دار کچھ کی پٹلی پر پڑا۔ اور صندر کے ہوتے شہری کی طرح اڑی
اڑی پھر جرب ہی اتنی زور دار تھی کہ صندر جیسا تو ہوا شخص اور
میں غلبہ گی۔ یعنی سراج محلی گینڈے پیسوں قت کے لامکتے

صندر کے پیچے گرتے ہی انہوں نے جگ کر اپنارہ الون اٹھایا اور
نه صندر کو چلا کر دیکھا۔ جب اس کی طرف سے اطیمان ہو گیا تو انہوں
کے صندر کا گھرے میں پڑا ہوا ریا اور اٹھایا ایک طرف کے نئے نئے ان
کو دیکھا پھر اس کو جیب میں ڈال دیا۔ پھر انہوں نے مورتی کی انھیں انکو
ختمی اٹھی تھاتے ہی مورتی سامنے نہ دھوکلی میں منتشر کی۔

”ٹھائیڈر میک اپ میں ہے“

کرمورتی کے عتیب سے بکھلا
”پینڈوڑاپ“

صندر کی گردیاں کو راستا دی

اور صندر کے ہمیں اپنی کامیابی کی جیون پشت پر سوس کی قاتبوں نے اس
سے ریا اور تغیری اور صندر کے لاقسے میں لگی کچھ تغیری اور صندر کی قوت سے بھی
انہوں نے اچھل کر کریم لالت ماری اور پر پڑی۔ اور ریا اور صندر کے
اقوے سے نکلی کر دو رہا۔

اس سے پہلے کہ صندر اس ناچالی کے سے سبھلا، سراج محلی اپنے
زور دار کچھ کی پٹلی پر پڑا۔ اور صندر کے ہوتے شہری کی طرح اڑی
اڑی پھر جرب ہی اتنی زور دار تھی کہ صندر جیسا تو ہوا شخص اور
میں غلبہ گی۔ یعنی سراج محلی گینڈے پیسوں قت کے لامکتے
صندر کے پیچے گرتے ہی انہوں نے جگ کر اپنارہ الون اٹھایا اور
نه صندر کو چلا کر دیکھا۔ جب اس کی طرف سے اطیمان ہو گیا تو انہوں
کے صندر کا گھرے میں پڑا ہوا ریا اور اٹھایا ایک طرف کے نئے نئے ان
کو دیکھا پھر اس کو جیب میں ڈال دیا۔ پھر انہوں نے مورتی کی انھیں انکو
ختمی اٹھی تھاتے ہی مورتی سامنے نہ دھوکلی میں منتشر کی۔

اس کا مطلب ہے کہ نے آدھے بھی اب مظلوم نہیں رہا۔
وہ سے آدھی نے کچھ سوتھے ہوئے کہا
جو لکھتے ہے یہ اتفاق ہیاں آگئی ہو۔
سراجحمد علی نے راستے دی
پہنیں، یہ تماں کیے۔ یہ دعا صلیٰ تھیا کہ تساں ہیاں ملک آجیا پر کا
اس آدھی نے سراجحمد علی کو گور کر دیجئے ہوئے کہا اس کی انھیں پڑھنے
لیں
یعنی ...
میرے۔
سراجحمد علی کے خود مغل کے سے پہلے اس نے کہا۔ اور سراجحمد علی نہیں
وہ اس آدھی سے یہ درجوب تھے۔ اس آدھی نے پھر سے دیوار
اوستہ مذکور کے سر پر دے مارا۔ جو جردن سے اس طال کو دیکھ رہا تھا۔
اوستہ مذکور کے سر پر دے مارا۔ جو جردن سے اس طال کو دیکھ رہا تھا۔
اوستہ مذکور کے ساتھی بھی یہیں پاس ہوئے گے۔ اس آدھی نے کہا۔
وہ سراجحمد علی کو چک پڑھے۔
ہو سکتا ہے۔
ایک لیے کہا۔

میک اپ! ہے
سراجحمد علی جردن ہو کر ہوئے۔
ڈرا الماری سے ایونٹیا کی پوچھی نکال لازمی۔
سراجحمد علی ہاں کے کوئے میں رکھی جوئی ایک بڑی مسی الماری کی طرف
بڑھ گے۔ ابھوں نے دواں سے پہنچ لکھا۔ اور وہاں ہوئے۔
اس کا پہلو اس سے صاف کرو۔
سراجحمد علی نے ایونٹیا سے صدر کا میک اپ صاف کر دیا۔ اب صدر
کا اصل چیزوں سے تھا۔ ایونٹیا منز پر پڑتے ہی صدر بوش میں آگئی تھا
اسے بوس میں آگئی جکھ کر لیم شیم آدھی نے جب سے پستول نکل
لیا۔ صدر اٹک کر بیٹھ گئی۔ وہ اب بھی سر کو جکٹ باتھا۔ جیسے آجھوں کے
ساتھی ہر حق دعوہ کو صاف کر رہا ہے۔
یہ تو دھی آدھی سے جو ہماری تھدستے نکل گیا تھا۔
سراجحمد علی نے صدر کو اصل داپ میں بچاں لیا۔
لیکن یہ ہیاں کیسے آپھیجا۔
وہ سے آدھی نے جردن ہوئے پوچھا۔
یہ قمیں بھی جردن ہوئی۔
سراجحمد علی نے کہا۔

باقچی سے دو رنگ درم دوسرا گول دماغ میں روشنان بنادے گی
ہر ان کی آدا نہیں سنائی کامنٹر باب تھا۔
انہ سراحمد ملی طلبک کر لے گیا۔
ہر بیان تم ان دندان کی سیپس سے دیا تو کھال بو۔

ہر ان نے جو یہ کو سکم دیا۔
بھی یہ اس لیم شم شنس کی درت بڑھی۔ جیسا اس کی درت سیدھی جاری تھی
بہت غریب ہے سچے ہجے تو ہر ان نے پھر اس کیا۔
ہر بیان اس کی پشت پر بجاو۔

بھیا پھاٹھی سرس اس کے مٹھی گوئے سد بکھرا اس آدمی کا ایکہ بڑی
رنج پکھا تھا اس کا ایک بھاری بھر کے لائق بھر کی گدن کے گدپت چکھا
و سے چھوڑنے درد میں تھا رے ساتھ کا گل باہر دن گا۔
ہر ان لے انتہائی مخنوواری سے لیم شم آدمی کو کیا۔

بڑی خوشی سے مار دیکھیں یاد کر تھا اسی اس سمجھو کی گدن درت پھر ہو گی۔
کچھ کس اس آدمی نے جو بیکن پر ایز کا دا جو بیٹھا جلو۔ ہر بیان بھی طبع پسی
بیٹھا جلو پر بد اگر دھرم سے اسی کا جھرو گل بریگا تھا اور اگھوں میں بسیں
کے گذرتے۔

اب ہر ان جیب کل کل میں تھا جیسا کی مولی سی نسلی نے پڑھتی ہی ہے لے کی

جیسی فرداں اڈے کرتا گر کے نکل ہاچا پا ہے۔
کہ کردہ فرما سپریج بردگی درت بڑھا۔ شاید ہر ان ڈاٹنا میت سمر
ہیں نیچے ہم گکھ دیا تھا۔

میں نام سیست کتا گوں۔ تم اماری سے مزدوری کا فناست نکال لاد۔
اس آدمی سے مرا محمد مل سے کیا۔

طبرہ۔ پیٹے جو سے نام سیست کرو۔
نیتے کی درت سے آغاز ابھری۔

اور وہ دنل ای ایکن بگلا طلبک کر لے گے۔

ہر ان نیتے سے اکر چھے ایک اس کے دو دن باقیوں میں دو دن اور
پکد بے حق دراصل جو یہ کامنٹا انتکار کرے کرتے کامی دی ہوئی قاس
لے جلوے کا احسان کے درج فوائلہ رائیکھم کو پیوں سے لگا کر دیا۔

ہر ان کاں سنجھی ہوں ہے سچے گی۔ کیا کھلے سے خشقا اکسیں سندھ کی
خطے میں نہ پس لگا ہو بھر ہر ان اپنی ذہانت سے موافق کے دریے اندھا
ہیٹھا۔ وہ اس وقت انہیں سچا سب سندھ داداہ بے بھش ہو گی تھا۔ اگھر ان
بوقت دہاں دھیر جانا تو صندھ بھی اس مندر کے ساتھ ساتھ ختم ہو گا کہتا۔

سرائد ملے ہر ان کو دیکھتی ہی تھا جیب میں سے جا چاہا۔ اگھر ہر ان
کے دیواں کی گول اس کے کام کے پاس سے نکل گئی۔

Perpared by: S.Sohail Hussain

اور جو بیان نے اپنے اور پڑھنے کا دیتے
تم ان کے ماتحت بانٹھ لولو۔
اس نے صراحت ملی کہ حکم دیا
اور صراحت ملی صراحت کی طرف پڑھ سکو۔ وہ پڑھ کر اس کی پشت کی طرف
چلے گئے۔ چند سی صٹ پیدا کرنا اور جو بیان کے ماتحت ان کی پشت پر باز ملے
بیکھتے
اس کے پیروی شریعتی کے اتفاق ہی بانٹھ دو۔ کہیں راستے میں اسے جو ستر
ذکار ہے۔
اور صراحت ملی نے بے ہوش پڑھے جو سے صدر کے اتفاق ہی پشت
بانٹھ دیتے۔

وزیر کو بیان کا نقش من کر لیا۔ پوچھا کر دادا اپنے میں جو زکر میں
بائتے ہیں کہ اپنے ساتھ کہیں اور سے مبنایا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اسے خلوٰۃ
کہیں دو۔ وہ کوڑا انسانیت سے الاؤں اور اپنیں مندر میں پھر رہی۔
لیکن دو دو اوان کے ہیڈ کو اڑا جانا چاہتا تھا۔ آج قدرت نے اسے اس
کا موقع دیا۔ اور نہ اب بکر دادا نہ جیرے میں لاکھ ڈنیاں ساری پھر رہا تھا
جسی دیر میں صراحت ملی ان لوگوں کے اتفاق بانٹھتا رہا۔ دوسرا شخص یعنی
سائنس ایک سکال سی فریزین رکھے جو ایسا ڈانسنیر تھا۔ کسی کو کال کرنا رہا۔

ریواور پیپر چیک دو درہ نہ...
بے پکر کوئی شخص نے جو بیان کی گئی گورن پر باز دکا دبار بیلاعادیا اور جو بیان ادا کی
دیج سے مرکل ہے اور جو پر شدید تکلیف کے اکار نہ رکھے گے۔
اب ملران کے سامنے دیو اور چیک دیتے کے سوا کوئی پیارہ نہ ہتا کیجئے
شفق جو بیان کی گئی مرت ایک جھٹکیں توڑ لئی تھا۔ اور یہ اس سے بھی سی میں
حکا کردہ اپنی دھمکی کو عملی جاہار بھی پہنادے۔
اس نے ملران نے ہر چیز بدا باد کے موڑے پر بدل کر تھے ریواور پیپر
چیک دیا
ملران کے ریواور پیپر گلستہ ہی صراحت ملی نے ذرا بیج بے ریواور کال ار
ملران کو دکھل کر۔ ملران نے بھیرا اس کے کبے اپنے اتفاق اپنے کر لے
بڑھے کھدا رہ جو۔
صراحت ملی تے کہا۔
دوسرے شخص نے ملران کو ماتحت اخلاق دیکھ کر جو بیان ایک جھٹکے سے
پیدا ہے پھیک دیا۔ اور شدید جسپ سے دیواور نکال لیا۔ جو ملران اس شخص سے طیور
ہو کر بیجی بیڑی سے اپنی گورن مسل بھی بھی۔
اپنے باقاعدہ طاوڑا کی۔

Prepared by: S.Sohail Hussain

سم پیش اس۔ دیلے میں نے اپنی طرف سے پوری اختیاٹ کی ہے۔
 سارا مدنے پر بیان بیجھی کیا۔
 سارا مدنے اخیاط کی جوئی تو یہاں تک کیے چھنتے۔
 یہ دن کا ہبہ انتہائی چیز تک ہو گی۔

را رسا
 سارا مدنے کو مت سے اخناٹ نہیں نکل رہے تھے۔
 سارا مدنے کو سیٹ پر حاضر کرد۔
 میں نے سارا مدنے کو پیش کیا۔
 ایں نے سارا مدنے کو احمد مل سے لیتے ہوئے کہا۔
 ایں تو تم اور ایس نامی بیان آدمیوں کو کے کفر اُبھیں کوارٹ پہنچیں
 ایرکولی کو جو اپریشن کر کے یہاں سے فارم ہونا چاہتا ہوں۔ سبیلہ سے
 کافی ہو گئے۔ دن ابھی اداہ بڑا پر بیجھی جاتی ہے۔

اسکے سر۔
 اللہ ایندھا آں
 سچیت سے آواز تھیں بنہ ہو گئی۔
 اور احمد مل کے چرخے پر تازی ہو گئی۔
 ایں فارم۔ ان تینوں کو اپریشنے میں ملے جاؤ۔ میں نامی سیٹ کر کے

”ہمیں ایسیں ٹوپیں لگ۔“ میڈا ایس ڈپیلک

چند مگھوں بعد دری طرف سے ایک بھراں بڑی آواز آئی۔
 میں۔ ایسیں دنی آن دی لائیں۔

سر میں ایسیں ٹوپیں دھا ہوں۔
 ہم نے دشمن کے تین آدمی اداہ بڑا پر گرفتار کئے میں
 اور۔

اداہ بڑا پر وہ کیے۔
 سر۔ شاید ایس نامی کو بھی کرتے ہوئے آئے ہیں۔ اور۔

ایں تو نے سارا مدنے کو گھوستے ہوئے کہا۔
 سارا مدنے کا چروں یہ اخناٹ میں کرتا یک ہو گیا۔

ایس نامی یہاں موجود ہے اور۔
 میں سر۔ اور۔

لے سیٹ پر بڑا کرو۔
 ایں تو کے اشادے پر سارا مدنے سیٹ کے سامنے پہنچ گیا
 میں سر۔ ایس نامی ٹوپیں لگ۔

سارا مدنے کا پتے ہوئے کہا۔
 کیا یہ لوگ تھاں پہنچا کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ اور۔

آتا ہوں
پلو۔

سر احمد مل تے عزاداری اور جوینا سے مقابل بوج کر کبا
ابھی عزاداری کوئی جواب دینا ہمیں چاہتا تھا کہ اسی نے رسیا تو رکا دست نہ
عزاداری کے سر بردارے مارا۔ درستی مغرب سے عزاداری بے ہوش ہو گیا۔
سر احمد مل کے بھی عزاداری پر آنکھیا اور چیدھی ٹھوپیں بیدار دلوں بے ہوش
پڑے تھے۔

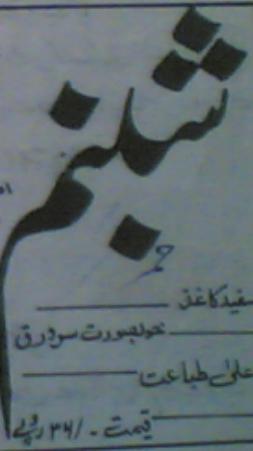
اج مات عاجی متفق کی کوئی بچ کپٹن شکیں اور تیر پھر وہے بے
جڑیں پاپرٹ پر ایکسٹر تے یہ اشکام کی تھا پھر دیتے درستی ملات
کوئی بھی ایمیں بکھ کوئی بات سلستے نہیں آئی تھی۔ کیپٹن شکیں کوئی بھی کی پشت
کھانا تھا کوئی کھانے کے سامنے ایک سڑک پر پھٹک پانی بکھ اور مٹ پا تھے۔

اس نے پھر اس زدہ فتنہ کا ایک اپ کیا ہوا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد سرگواری
کا لطف رہا تھا جسے کسی کی ہات کا ہم اپ دے رہا تھا
کپٹن شکیں چوتھے بامیں ایک لکھنے دخت پر جو دکھ کر کوئی کے اندر نظر لیا
تھا اس تھوڑوں ایک سیکھ نامہ شی چھان بیٹھی تھی۔ کیونکہ کوئی شیرے

محترمہ عذر بالا نو عرضی

کے قلم سے ایک یادگار
اصلاحی اور عداشرفتی خادول

دد عذر کے دولی کی رہائش پر
کپٹان جس کو اپ دے دلتے
فرزمنو شد کر سکیں گے۔
جمالی پبلیشورز
بوجہرگیٹ۔ مٹان ۵



سینڈ کاغذ

حکومتی صدورت سودرق

اعلم طباعت

قیمت۔ ۳۶۱ روپیہ

Perpared by: S.Sohail Hussain

کافی دوڑا تھی تھی۔ اس نے سڑک تیرپا سنان تھی۔ کبھی کہا کوئی بھول بھلی کا
گداڑاں جوں گرد جاتی۔ جابی مسکنی کوئی سے قصر پا تین مزلاں کے
دزار خارجہ کا فردا تھا۔ جہاں دن رات مٹھی کے لامہ ان پر و دستہ
تھے۔

اپنک تیور چک پڑا۔ کیونکہ سڑک پر دوڑ سے ایک کار دیگتی ہوئی اور
ہم اُدمی نے اب نہ سے پھان۔
لیکے۔

تیور نے سڑک پر دوڑ سے جھکنا شروع کر دیا۔ کار آجستہ آسٹر تیور کے
پاس آگر کی۔ کار میں انجیرا تھا۔ اس نے تیور کو مسلم نہ بوس کا کار اور کے لامہ ان پر
کی طرح چک دیا۔ اُدمی میں۔

پیدا شپر میں جا کر اسے لگاؤ۔ یہاں تھیں کیدے گا۔
ذہباں کیا خیال سے کہ ہم یہاں کسی سے کچھ بیٹھنے کے لئے بیٹھے ہیں
تو کبھی آواز میں بلال بھا اور اس کے لئے پر سکری بنتے اور مٹے بیٹھے
گئے۔

لہچوں پالیا۔ تم فیریوں کی رمزیں بھیں جانتے۔ کبھیں تھیں نصان شہر
بہتر کی آواز میں فرمی تھی۔

اپنہ اس نے آٹھیں بند کے سڑکو جھکنا شروع کر دیا۔ وہ اُدمی چل
کے سے جھکنا رکھ کر کار کی طرف موگی۔
کافی فیری مسلم ہوتا ہے۔

یہ خیڑا سنان سڑک پر کیوں آجیطا ہے۔

کار سے ایک بھاری آواز ستائی دی۔

فیری جوہرا۔

ایک اور دار ستائی دی۔

لئے چک تو کری۔

اور پھر کار کا دوڑانہ بھول کر ایک اُدمی باہر نکل آیا۔

بایا۔

اس نے تیوی سے مناطق ہو کر گئی۔

اس آدمی نے کار سے پاس آگ کر لیا
پھر اندر بیٹھو۔

مردی بھاری بھر کم آواز سنائی دی۔

اور وہ آدمی کار کا دروازہ مکول کر اندر بیٹھیا۔ کار درستہ بھی آگے

بڑھ گئی اور بھر تھوڑی دوبارہ جامی ملکنگی کوٹھی کے سامنے رک گئی، کہاں اسے سر

بیٹھ لیں گے تین دفعہ بچھے اور کوٹھی کا دروازہ مکل لگا کار اندر پہلی گئی۔ اور ایکٹھوڑا حکم

چھاکھ بند ہو گیا۔

تزویر نے چالک بند ہوتے ہی اپنے یہ سے پھر فرنے کے پنجے سے

کافی کی گھوڑی پر تکالی، جس سے را لٹیر پڑھتا۔ اور کارکی رہائش کی پیش

ٹکلیں کو دے کسی نے گھوڑی پھر کھنے کے پنجے رکھدی۔

ٹکلیں ٹکلیں اسے کہیں بھی نظر نہ آیا۔ وہ چند لمحے لیوڑا اور انہوں نکھرا رہا۔

چند لمحوں کی طرح گزر گئے اچانک تزویر پر چک پڑا کیہ کھنے کے پنجے سے اتنا نظر کا۔

پنجے سے چالکی سون سون کی آواز سنائی دی۔ مردی تزویر پر پڑھتے تھے۔ تزویر پھر جس قیادت

گھوڑی پھنسے کے پنجے سے ٹھالی اور دین آن کر دیا

تیز ہیں۔ کم آن دی لائی۔ سید سے ایکٹھوڑی آواز ابھری۔

تزویر نے چالک آوازیں کہا۔

سی۔ تزویر آن دی لائی۔

رپارٹ۔

کرے کی طرف پڑھ کر کیپشن شکیل نے دروازہ دبایا تو دروازہ کھلا ہوا تھا
انہیں تھا دو توں دروازہ کھول کر اندر گئیں گے۔ اور دروازہ دبایا بند
ہوئے اور دوں اندر جا پڑے۔ چنٹے وہ دوں دبیں بلے رستے کی
انہیں کوئی آسٹھ نہ ساتھ دی۔ کوئی پر مکمل سکوت طاری تھا۔

وہ دوں آہستہ آہستہ پڑھتے ہوئے پر لیکھ میں آئے۔ یہاں زیرِ پادر
بیس درشن تھا۔ جس کی هم بخشی ہو رہی تھی۔ وہ دوں بتوں کے بلے پتے
ان دروازی پر آئیں میں تین کروں کے دروازے تھے۔ دو توں
ہمانہ کھول کر دو آدمیوں کا اعلیٰ اور کافی ہے پر لاد لیا۔
تھے یکن ایسکے کے دروازے سے بدشی کی پیلی سی لمحہ کی سوں سے
باہر کل رہی تھی۔ وہ دوں اس طرف پڑھ لے گئے۔ کیپشن شکیل نے کہ
سے انہوں جمال کیں سامنے ایک پڑھا۔ کرے سے بیلی بلکی یا توں کی آواز
رسی تھی۔

تیور ہاتھوں ریوا کو رستے اور دھر دیکھ دیا۔ وہ پوری طرح پر کناہ کا
تھے دروازے کو لے سے دبایا تو اس میں ایک مولی سی درجہ ہن گئی اپنی
لپک پک گھمیں آئی تھیں۔
اچاک کیپشن شکیل اور تیور ہاتھ پرے کیمک گھٹ کھلنے کی بیکی کی
اک اڑالائی دی۔ غایبی کوئی اندازہ نہ تھا۔ کیپشن شکیل تیزی سے پتھری پسند کیا
اس نے اور دھر دیکھا یکن سچت کے لئے کافی پتھر نظر لڑائی۔ ایک نک
پتھر پر لیشان ہو گئے۔
پھر کیپشن شکیل نے تیور کا قط پھلا اور دوں آہستہ سے ساتھ

چنٹے اخخار کرنے کے بعد کیپشن شکیل اور تیور بہانہ باہر آئے۔

کیوں بھی وہ قیمت شا جو باہر نہ ملھا ہوا تھا۔
ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا
ان دونوں کی کلاشی تو۔
اس نے ایک آدمی سے کہا
اور وہ آگے پڑھ لگا۔ پھر اس نے ان دونوں کی بیویوں میں اتحاد ال
دینکار دیا اور تو پہلے بھی باہر چھوڑا تھا۔ اس سے بیویوں میں اب اپنی
کیا تھیں اور ان دونوں کے بعد ان دونوں کے اتحاد پر بالمعذہ میں گئے
لیکن کلاشی یعنی کے بعد ان دونوں کے اتحاد پر بالمعذہ میں گئے
لیکن بیویوں ایک طرف کھڑا کر دیا گیا۔
اب وہ سارے کرسیوں پر بیٹھ گئے
یرے خالی میں یا اس کا استثمار کر لیں۔ پھر وہ خود ہی ان سے پوچھ چکر کے
ان کے متعلق فہد کر لیں گے۔
اس آدمی نے کہا
باتی سب نے اس کی تائید میں رہ لاد دی۔
جھٹی دینے والوں میں اگر کسی
پھر ایک دروازہ کھلا اور ایک غتاب پوش سے پاؤں بک سیاہ اس
میں داخل ہوا۔ وہ سب کوئے ہو گئے۔ سیاہ پوش نے ایک نظر عران جو جیسا
مضمر، تکلیل اور جو ہر کسی کا غافت و گھما اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ لگا

اب کیپسٹن تکلیل دوبارہ کی ہوں سے اندر رجھا کہ رام اخدا لیکن اچاک د
چاک پڑا۔ جب برآمدہ اچاک تیر روشنی میں ہٹا لیا۔ ابھی وہ دوستی میں
طرح سنبھل بھی نہ پاتے تھے کہ وہی دروازہ کھلا اور درد آدمی باعشوں میں یا ای
کے سامنے آئے۔ پھر تھا دل طرف سے اکتی بھی آدمی اپنی پیڑے پر رکی
کے؟ تھیں دیوار رضا۔
کیپسٹن تکلیل اور توپر حیرت سے اٹھیں پھاشے دیکھ رہے تھے۔ ابھی
ان کے پاروں طرف سے المیرے بھی سے نکلے تھے۔ اس کا اخطب خارجہ س
کھل کے اندر داخل ہوئے تھے۔ جب بھی سے وہ ان کی نگروں میں تھے
اپنے زیادہ اونچی کاروں پر۔

ان میں سے ایک نے حکم دیا
اوہ دو دو لوگ ریکارڈر میں کے ملکے میں جواز سے کے اندر داخل ہوتے
ان کے اندر جاتے ہیں اور انہے پڑھو گیا۔ ان کے ساتھ حیرت وہ آجھی الخدا دل
سکوئے۔ اندر داخل ہوکر اٹھیں حیرت کا ایک اور شدید جھکاٹ لگا۔
جب انہوں نے فرش پر پڑے ہوئے ہواں جو جیسا اور صندھ کو دیکھا تھا
اوہ جیسا میک اسپیں تھا اور صندھ پر اصل مالتیں تھا۔ کیپسٹن تکلیل جو کیا
کر رہ تھیں ہی ابھی دین سے لائے گئے ہیں۔ کرے میں چھ آدمی کھڑے تھے
وہ تو بھی تھے جو ان کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔

مدد کرنیں ہیں۔

اس سچپن شکل اور توبیر کی طرف اشارہ کر کے کہا

سری کو ٹھیک گئے ہوتے تھے۔

ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

بھل۔

میرے خالی میں یہ سب میک اپ میں ہیں۔ ان کا میک اپ سات روز
باش نے ملک دیا۔

اوہ ان میں سے ایک نے بڑا کردار میں ہے۔ ایک بڑی خالی اور ان
سب کے بڑے بھلواء سے صدر قطبے میں اصل شکل میں تھا۔ باقی سب کا بھی
میک اپ صاف ہوا گا۔ اور اب وہ سب اصل شکل میں تھے۔

اوہ ہے۔ یہ سب تو ایکٹھی میں کے اسکاں ہیں۔

ان کی اصل شکل دیکھ کر ان کا باس بھی چونکہ پڑا۔

گد۔ جادی سب سے بڑی مشکل خود کرو، مل ہو گئی۔

اب مررت ان کا باس ایکٹھا ہے گیا۔ وہ بھی قابو میں آجائے گا۔ پہلے
بھی وہ پہنچنی کیم سکلیں جانا پڑھی تھیں کہ سن۔

ایس سکس۔ تم ان کو بھتی میں لاؤ اور ایس نو تتم اسی کاٹے جسٹی کو
آؤ۔ بیسے اس دن ہوں گا۔ سے جو پر کے کوئی سے پیدا گیا تھا۔

اوے کے
اوہ ایں ٹوکرے سے باہر نکل گئی۔ ایس سکس آگے پڑھا اور جیب
کے پھٹی ٹھیک شکل کاری باری ہمان ہجڑیا اور صندل کی ڈال سے
کھڑی اور خود یعنی پست گیا۔

بھی سے پہلے صدر بھٹی میں آیا۔ اس سے چلتے تو ادھر اور دریکجا
بر جمل کر دیکھ گی۔ پھر مس ان نے ایک نذر کی چیک ماری۔ اور اکارا بیٹھ
باش نے ملک دیا۔

بیری ہمان؛ ایک بار پھر سے پاس آتی میں جی بھر کر تھیں۔ لمحہ کو رکھنا
بہت کمال۔ ہمارے دیوارہ یعنی آنھیں بند کر لیں لیکن پر بندی سے کھول دیں۔
اوے وہ تو سارا خراب تھا۔

یہ بکر وہ اٹھ میٹا اور پھر آنھیں چکا جھپٹا کر چالوں طرف دیکھنے لگا۔
اک کے پھرے پر عات کے آثار تھے۔ اتنے میں جی بھر ہوش میں آگئی اور
بہت چالوں طرف چڑھنے سے دیکھ رہی تھی۔

اوہ پھالوں پر چکا پڑا۔ جب انہوں نے جزوں کو اتنا نظر لے اند
آئے تھے۔ ایس نو جزوں کو کو کر کے اندر لے رہا تھا۔ ایس سکس سے آگے
لکھ کا اس کے ہاتھ تھی پہنچ دیتے ہے۔ ایک جب نظاہہ تھا۔ تھیا

Perpared by: S.Sohail Hussain

نہ بپوش نے ملک خیر اجیمیں کہا
تم ہی شوگل پامہ پر۔
ولان نے نہ بپوش کے فتوے کو نظر انداز کر کے برسے کہا
اردو سب چونک پڑے
اٹا: قیام اخیال دھستے ہے
تائپوش نے رو جو ہیں کہا
قیام ام اپنی شکل ہیں دکھاتے ہے
ولان نے اسے کہا یہی کوئی عاشق زار اپنی محبوہ کا دیدار کرنے کے
لئے
یہ بیرے اصول کے خلاف ہے
تاب پوش نے جواب دیا۔
اہمی وران پھادر کئے والا تھا کہ اچا گد دندان سے ایک انسانی
ددھل جما۔ شوگل پامہ سے دیکھ کر پڑ کچلا
سلے والی ماہی ملک خیر اجیمیں کوئی ہیں وہ سب کچھ بورا لفڑا۔ لیکن اس
لئے جسکی بحث کچھ ای جوئی ہے اس کو دیکھا کہ اسی ایسی اٹا کے
کے خدا۔ سری آدمی کو ملکی کے اندھے اغلب برنا چاہتا تھا
کیونکہ وادی نے ارب سے کہا

نام کی قائم سیکھ مردوس اس وقت بندھی جو رون کے سامنے نہیں اور بیوی
اسی طرح دندما ہے۔ جو حیا کے چونکے پرقدے پر پرشانی کے ناتائے
یکل وران بڑے سکون اور طیباں سے بیٹھا سب کو ہوں دیکھ رہا تھا جیسے دلز
میں شوک بہر۔

وہ سترہ اب ہم یورپی آزادی سے کام کر سکتے ہیں
نہ بپوش نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
لیکن ان کا فائدہ ہو جانا چاہیے۔
انہی سے ایک سخت نہ بپوش سے مخالف ہو کر کی
ہمیں۔ یہاں سمجھو اپرشن آج ناتا ہے۔ اور اس پاہتا سہول کراہیں ملی
اس نکارے کو دیکھنے کا موقع مل جا ہے۔ اسی کے بعد ہم ان سب کو گول
مار دیں گے۔

نہ بپوش کا الجھ خنزیر تھا
چیلڈ آپ کی عرضی۔
پہنچ آڈی نے ادب سے مر جیکا
کیا آپ ملک کا پریشانی کی دلے ہیں۔
ولان سدا ہاں پاک نہ بپوش سے مخالف ہو کر کہا
ہم با اگر قیارے سے مل کوئیندک فر من کر رہا جائے تو

یعنی پھر تو ان سے ایک شسل جو کلا۔ ملکی سی اکاڑائی اور طابی مظفر کے
وے ایک چیز تھیں تکلی اور وہ یعنی پر ما تھوڑے کے دین و ڈھیر ہو گیا
پہنچے اس کا جسم کرب کی حالت میں تلاپتا رہا۔ چہ ماں کو یہ لیکہ ملکی شاید
لے بینا دل پر بگتی۔
پہنچے ماٹے ایک آدمی کو یونہ مراد یخچار پسند کا چہروں سرخ ہو گیا یعنی
اس نے ڈھنپت پر ائمہ کی کیا کیا تھے کہ وہ مجبور تھا لیکن عزان وہاں
پہنچے یہ تاشد یکدرہ باختا جیسے چے کی ماری کا قاضدہ بیکھتے ہیں۔
اس کی الاشیا اٹھا کر لے جاؤ۔
ترنگی پانے شاید اگر دلے سے کہا
ادھس لے شاید اگر دیوار کے ساتھ کھڑکی اور پنچھرہ الاشیا اٹھا کر پاس
ویسی سارے ماحول پر سیست ہاں خاموشی بھائی ہوئی متعلق
ان سب کو اسی میں سے چلو۔
تلگی پانے ایسی لاکی طرف اشارہ کرنے جو لے کہا
اکھر خدا گئے پڑھ کر کہے نہ کل گیا۔
ایسیں فواد اس کے سب ساخنیوں نے ریواںور ہیں سے نکالتے
خداں سب کو ملے کا اشارہ کیا۔
سب خاموشی سے اٹھاں کے آگے آگے پل دیئے۔ عزان اب

بکریں نہ داخل ہو۔ آئکر کھلی اسی کی ہے۔
شوگل پاٹے سیم سماج اب ریا۔
اپ وک کون میں اور سیری کو کھلی ہیں کیا کو رسے ہیں۔
سماجی مظفر نے پریشان بھجوں کیا۔
تم مکرمت کی یا یعنی پردانا چاہیتے تھے، ہم سارے مکرمت کو ہی بدل
بے ہیں۔
یکن میں نے مکرمت جتنے کو توہین کہا تھا اور مسلم میں اپنی کوششی
خلاف قانون برکات پڑھ دیتیں کرتا۔
سماجی مظفر لے کہا
ہم تباری پسندہ اپنے سند کے لیکھا رہے ہیں۔
شوگل پاٹے خدا نک آفاز میں کہا
یکن اکثر سری ہی کو کھلی تم نے کیوں پسکی۔
ہم تم سے بہتر جلتے ہیں۔
چھر شوگل پاٹے ایسی لاکی طرف کرنی اشارہ کیا۔ اور اچاک ایسی ٹوٹے
بیب سے روپ اور بکال کر جائی مظفر ہتا یا۔ جمی گن والہ ایک درفت بستی
تم کا کرد ہے ہا۔
سماجی مظفر ایسی شوگل اکھوں کی چک دیکھ کر مجھ پر جراہ۔

Prepared by: S.Sohail Hussain

خلاف مقول ناموش تھا۔ وہ کسی پری مرثیہ میں بھی تھا۔ اسکے جیسا پڑھا
بینشگی طاری تھی۔

لہر سے میں یاد کیجیے بڑھتے ہیں اسے اور دوسرے ساتھ اور سکرے میں داخل ہو کر وہ سب ایک بہت بڑے مال میں پہنچے گے،
مال ایک پوری بیماری میں بدل دیتا تھا جو طرف مشینیں ہی مشینیں بیٹھتے
ان سب کو ایک کسلے میں کوکا کولا لایا۔ دنائی کی بعد ان پر پروڈینسٹ کا
دھن دلوں سید مسعود مولوم بہست تھے
شہر میں ایک بہت بڑی جیز کے باس کی اتفاق اس کے باقاعدہ

شگل پا ایک بہت پڑی یز کے پاس کھلا گتا۔ اس کے ہاتھ میں ہے
ٹھیک ہے بینڈل پر تھے شگل پا کے ماتحت بھی ایک ہاتھ چکے سے کھ
جو ہے تھے۔

سیدم بکار تھے کہ خانست شوگری پالا کیا کرتا ہے۔ مولانا سید شریعت اخراں

اس پارہ بڑے ہے۔ جگہ ان کی سرحد میں پھولے اسے جیسا ہے اور ۲۰
بلے بس ہیں۔ سب سے بڑا ایجنسی کھڑکی اور سیکریٹ سروس کا بھی تکہ۔

مسلم بیش تا اک جوہم کیا کرنا پا سمجھے ہیں۔ میران کو پہلی بار اپنی پوری لشکر سے ملا
پڑا تھا کہ جوہم اس کے حسابت میں اور اسی وجہ سکب ان کے جوہم کا اس کوچتھہ نہیں
پہنچا۔

شکل ہاتھے ایک اور میں دبایا۔ ترمیم کے ساتھ کچھ بجھے لادہ پسکر
سماں از سکھنے شروع ہو گئی۔ مدد ملکت کا بینے کے اعلانی سے خطاب کر رہے

قرآن سنت حرباً خلا کار اب کچھ کن جایا ہے ورنہ وہ یہ میں کھوئے رہے حماقیں

ست اور ان کی آخا ز لاد لڈ پیکر سے نظر بوری تھی۔ جلان کے چوتھے پر املاز کی بسیری دوڑتے تھیں کیونکہ وہ اس اجلال کی اہمیت کے باسے میں بانٹاتا اسے صدم مخاکر کی اجلاس ایک خیر لکھی فوجی ساہب سے کے بارے میں ہو رہا تھا جس کی تفصیلات گرد شفون کے اتحصل ملکہ سپنچ جاتیں تو ان کو شدید انتصان پہنچ کا احتمال تھا۔

تم نے دیکھا اپنا سے ملک کا کوئی نازمیر سے نازمین اور بیرونی دیکھ رہے ہو، صرف اس کو بدلتے کی دیری سے یہ ساری حمارت رینہ رینہ کر بکھرا ہے اسی اور یکھو۔ کہ کر شوکل پاٹا نے بیٹھل تیزی سے گھٹا شروع کر دیا۔ سکنے کی اتفاق ہے کہ ساری تاشا دکھار رہا ہے۔ میکن ان سب کے سامنے ان سے جعلیں اس کے کرنے تھے۔ اپنی صدر مخاکر اس تاشا کا مطلب ہوئا کہ اپنی کمک کے مطلاعہ اور پکھڑیں۔

شلگی ماتحتیزی سے اس خوفناک مشین کا سینٹل گھار دھا۔ اسکریں پر کھلپتے ہیں تھے یہ ونارت خارجیں کے خیر ریکارڈ ہوں کامنٹر تھا۔ اس میں اس کے بڑی الماء ہیں تھیں جن میں ملک کے اہم ترین راذندتے۔

وہ پکھڑتے ہو کہ تباہے ملک کے اہم ترین راذندتے سائنسے میں اس سماں تھے یہ ملک میں یہ ماڑ کس طرح حاصل کر دیا گا۔ میں انکی تباہی اب شلگی پاٹا کو دیکھا جران کے لئے انتہائی مزدوری تھا۔ وہ سچھ ربانا

اب ۴۰ ملکر کریں پاٹا بھار تھا۔ عوان اسے دیکھ کر چک پڑا۔ یہ اس خیر سارو بھی کا ملک تھا جیسا اس کے ملک کے ماتسداں ایک دوست ملک کے ماتسداں اذن کا اشتراک سے ہائیڈروجن یہ بنائے میں مشغول ہے۔ ہائیڈروجن میں آفریقا تھا اور اب اس کا اچھے بکریاں تھا۔ اور اس نے اس کے چوڑے کی تیاریاں سمجھی تھیں۔ اور اس کی تیاری کا مطلب تھا ملک کی تیاری۔

اب شلگی پاٹا کو دیکھا جران کے لئے انتہائی مزدوری تھا۔ وہ سچھ ربانا بجھوت ایک الٹالٹا کا انتشار سے اس کے بعد تم سماں ملکر ابھی اپنا

اب تھیں سمجھاں گئی جوگی کوئی ملکی کو ملکی کو کھینچا۔ ایک انتہائی خیر اور بعدی کوڑھا۔ جسے خالی ہی میں ہڑانے کے لئے کسی کو رکھنی ان تینوں بھرپور کے درمیان بے اور بیان سے میں اپنے داروں کی سبزی اور کیمپنی میں بھی کام کرنے کے لئے کامیابی کی تھی۔

شروع کیا ابھیں سمجھا رہا تھا اور ساتھ لایا ہے کامکلر ٹینن ٹھریس کی وادیٰ تھی۔ اس نے وہ سب اپنی تفصیل سے تیار کو اپنا اور بندھے ہوئے کی دی۔ سیکپشن میکل جنے اس کو کو اس سرخ پر استعمال کر کے ووان کے لئے رخت اور بڑھائی تھی۔

اپنے بندے ہوئے اتوکی تکی طرح کھولتے ہیں عربان دل بکار دل میں
کپشن شکل نے ایک بارچر منی شیرنگروں سے عربان کی موت دیکھا اور
بڑھن کے چکنے کا عمل شروع رہا۔
ذمانت کی داد دے رہا تھا۔
اب شوگلی پامانی کرسی سے انہوں نے اٹھا۔ اس کے انداز میں سدھیں
و ان اس پیچام کو جی کر کپشن شکل اب آئندہ پر گرام کے متلوں
خاتمہ تھی۔ وہ تایہ اس اطلاع کا منتظر تھا۔
اپنے بندے ہوئے اسی طریقے سے تادیا کردہ چند صد اسٹھار کرے۔

پہلے عربان نے کپشن شکل کا اقتضائی پشت پر ریکھا جو موسیٰ کا دعا
اس کے پر جوڑے پر اٹھا کر کس طریقے سے اسی پر جو شیش پر قابو پایا جا سکتا ہے
اب عربان سچ رہا تھا اس کا دعا پر ریکھا جو موسیٰ کا دعا۔ کیونکہ عربان کے باقیوں ہیں
پروردیتے والے مستدی سے پروردے رہتے ہیں اور اگر وہ دعا
بندھی ہوئی تو اسی کی حالت ہیز سے ایسا ہستہ کریں گے۔
کیونکہ رکت کرنا تو بینتا ہی ان سے اپنی بھون دیں گے۔

دیسے عربان اور کپشن شکل سے جس و حرکت کر رہے تھے
جس سے عربان میں عربان نے موسیٰ کیا کہ اس کے باقی سی کی حالت
بیٹھنے والے داخل ہوا۔ اس کا تاد اور جسم ہم زفت سے بے حد مشاہدہ رکھتے تھے
کے ازاد پہکے ہیں۔ اب کپشن شکل کا اقتضائی اس کی پشت پر رہا۔ اور اچانک
کپشن شکل کے ساق کوڑے ہمے صند کوچھ تھے جو بھائیں صند دین
کر رہے تھے اس کا پیشہ پیشہ نکھلی تھا۔ اس نے ظاہری لفڑیں ایسا مسلسل ہیتا
تھا جیسے وہ اسیں بال انسان نہ ہو۔ پیشہ کی وجہ سے اس کے سارے
تھیں کہ اسی کے اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ تھے۔

عربان کے ہاتھ کی کپشن شکل پہنچ طریقے سے صند کے اپنے کا
بیٹھنے والے چند لوگوں بعد کپشن شکل کے دو دن ما تھوڑا بہاء اس
پشت پر جوڑے تھے۔ اس کا اطلب تھا کہ صند کے باقی بھی مریزوں
آناد کر پہنچتے۔

شوگلی پامانے اس سے مطالب ہو کر کہا۔

پیدا فر ہونا چاہیے۔ لیکن شاید شوگل پاہا کوں اس طارع کا استھان رکھا دیں
اک پیشی تھی کیونکہ وہ بستور اسی طارع میں رہا تھا
ایں تو۔ وہ شوگل ابھی تک نہیں پہنچے۔
شوگل پاہا نے ایں تو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
مر انہیں پہنچتے تو جائیں چاہیے۔
ایں تو نے صورت پر بھیجے میں حباب دیا۔
اور شوگل پاہا دوبارہ دیکھنے لگا۔
غوران سمجھ گیا کہ شوگل پاہا کو دراصل کسی طارع کی نہیں بلکہ چند دس میں
کا استھان ہے۔ اب غوران سوتھ رہا تھا کہ وہ آدمی کون ہو رکھتے ہیں اور شوگل
پاہا کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے۔
پاہوں پر گھبی نیاموشی طاری تھی۔ وقت آمیزہ آئی۔ شوگل کو رہا تھا۔
اور غوران کے ساتھیوں کے دل میں وقت کے ساتھ ساتھ دھڑک سبے
تھے۔ مر ٹھص اپنی اپنی بیگ کپرسوٹ رہا تھا کہ وہ کوہاب کیا قبور میں آئنے والا
ہے۔ ان کی ساری ایسیں اب ایکھشو کی طرف پہنچ سکیں۔ لیکن لیکھا کی
ورنہ سے ابھی تک پھر بھی نہیں ہوا تھا۔
لیکن غوران جانتے تھا کہ بیگ کپرسوٹ اکیلا کیا کر سکتا ہے۔ غوران یہاں
کہ کوچھ پہنچا ہوا تھا۔ کافی دیر ناموش کھوسے رہنے سے اب اس کی

سر پر انتظام ہو گی۔ بیشتر تھے جس کا نام ذلیل تھا ادب سے سر کر
بچلاتے ہوئے کہا
بیل کا پڑھت پڑھنے چکا ہے۔ شوگل پاہا نے بے پیشی سے اپنی سے اپنیا
جی ہاں جاتا۔ بیشتر اسی بھیجے میں جواب دیا۔
کافی مشکل تھا دیکھنے نہیں آکے گی۔
ڈالی کا راست دیکھا کی کوئی مشکل نہیں۔ وہ سکتی جناب
بیشتر خود لے جئے گی کہا۔
اپنا ٹھیک ہے۔
شوگل پاہا اس سے کہا۔
اور غوران تم سیل کا پڑھ پڑھا کر جیٹھا اور اس سے مٹاٹ رکھا۔ ہم آدت گھنے
میں پہنچنے والے ہیں

شوگل پاہا نے بیٹھی سے خالق بھر کر کہا۔
بیٹھنے والے سے سر کو جھکایا اور وہ اپنی مولانا۔
اس نے ایک نظر گزت کر دیکھا۔ اس کی سماں میں بھلی چکتے
ہے اس پر دعا اس سے بابر نہیں لگا۔
غوران نے سچا کر شاید شوگل پاہا کو اسی طارع کا استھان رکھا۔ اور وہ سمجھ کی
کہ شوگل پاہا سماں میں تباہی پھاکا اور اپنے مقصود میں کامیاب ہو کر سیل کا پڑے

بنا بین تو سکرٹ سوس نام کے کسی جاندہ کو نہیں جانتا۔ میں تو اکل
تلہ ہوں۔

وزن کا لچھہ عاجزی سے استاخیر پور تھا کہ جو دیا صدر واد جزوں کا من

برائی۔ نہیں عران کی یہ عاجزی طبی پسند نہیں آئی تھی۔

بس۔ تم یہ کیا عورتوں والی باتیں کر رہے ہو۔

جزوت اپاں کپٹ پڑا۔

دو بیان آئے کے بعد سپلی بار بولا تھا۔

اب پنک وہ آنکھیں پنڈ کئے اور انکھیں بی بی رہا تھا۔ شاید اس کی یہ مانع تھا۔

نشت کو وجہ سے تھی۔ لیکن اب اس کے چہرے پر نشست کی سرفراز آئی تھی۔

م پس پر برہب تار کے پتے یہ بیان کوئی فائدہ نہیں ہے جو میں خدا نہ ہو

خوبیوں کے سارا جاتہ ہے۔

وزن نے اسے مغلب کرتے ہوئے نشستے سے کہا اور جزوں میں

ٹکڑے چپ کر دیا۔

چھا اگر تم یہ بتاؤ کہ ایکٹو کون ہے تو میں دفعہ کرتا ہوں کہ نہیں کچھ

نہیں کہا جائے گا۔

خوشی پانے والے دوسری سے عران سے کہا اور دباب وہ مل کر عران کے

بالکل سامنے آگذا رہا تھا۔

زبان پر بکھلی ای بورہ یا تھی۔

م۔ م۔ میں کچھ عنین کر سکتا ہوں۔

عران اپاں کپٹ بول پڑا۔

اس کی کواز سے شوگل پا ما اور ناس کے ساتھی سے ساتھی چوپک پڑے

بیسے کرے میں ایٹم بپٹ کیا ہے۔

کیا بات ہے

شوگل پا تھی سے بولا

میں اپنے ماں باپ کا اکوتا بیٹا ہوں۔

وزن کے لہجہ میں عاجزی نایاب ہے۔

کیا مطلب ہے؟

شوگل پا اسے جیلان ہرستے ہوئے پوچھا

میرا مطلب ہے کہ اگر آپ مجھے مجھے دیں تو میرے ماں باپ مادری مر

آپ کے باال پکوں کو دھائیں دیتے رہیں گے۔

وزن نے دھان تھاں دیتے

وہ دھان تھاں دیتے

اد کرے میں خوگل پا ماں قیچیہ گونج اٹا

خوب۔ علب سیکن تھیں کس سد کہا تھا کرم سکرٹ سوس میں شامل

ہے جادا۔

Perpared by: S.Sohail Hussain

بات سب سے زیاد تر اب تھی جس طرز کی دعویٰ میں سے منتظر تھی
ہب سانتے آئے والی تھی لیکن اس کا درمیان کوئی تھا کہ وہ ہمارا کوئی
دستی سے اب تباہ سے باز رکھ سکے۔ پھر ایسی ایسی تھی کہ وہ اپنی
روزی ٹاراکر سکتی تھی لیکن ایکھٹو کو ظاہر نہیں ہوا۔ دنیا جاتی تھی۔ لیکن
ہوان کو وہ روک نہیں سکتی تھی۔ اس کے دل میں ہوان کے خلاف فرض کا
100 بی رواحتا۔ وہ ایسچھ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہوان کبھی اپنی بارہ پکڑ کے
تھا۔ ایکھٹو کو ظاہر ہو جی کر سکتا ہے لیکن اب نہ۔ حال اس کے سامنے تھی
بجہہ۔ تم رک گیوں گے

ہوان نے پانے ہوان سے مناطق پر کہا
کیچل مرا صل۔۔۔

ہوان نے بتا شروع کیا۔

ہر شوگی ہے اپنا منہ ہوان کے اور نر دیک کر دیا
اور پھر ایسا گدھ موج گیا جس کی ایسا ان میں سے کسی کو بھی نہ تھی
ہوان نے پکڑ کی طرح حرکت کی اور شوگی پاہ کو اس نے دلوں پا چھوڑ
سے بچوکا پڑے سامنے کر دیا۔

ہوان کے سرکت میں آئے سی کیپشن تھیں اپنی جگہ سے اچھا اور پھر
ہی گن والے میں پر تراپ رہا تھا۔ کیپشن کی نوردار نڈاٹک گل اس کے

میں بنا دوں گا لیکن اگر قم اپنے دعوے سے ملکے گے تو
ہوان نے ٹوٹ گی پاہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔
خوبی قسم کیا کہ نہ مل جاؤں کہ اگر قم فتنے پر بیٹا دیا تو میں
تھیں را کر دوں گا۔

شوگی پاہ کی آذان میں خوشی کا عنصر نایا ہوا۔ وہ ایک قدم اور اسے
پڑھا کیا۔ اب وہ ہوان کے بالکل سامنے تھا
کیا خالی ہے بنا دوں گے۔

ہوان نے کیپشن تھیں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
بنا دو۔ مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو۔

کیپشن نیک نے الینا سے جواب دیا۔ لیکن کیپشن تھیں اس کی
آنکھوں سے ملنے والا ہشام کہہ پکھا تھا۔ ہوان نے اسے آئی گڑ کے ذمے
ہر شیاء رہنے کا کہا تھا۔
اچھا تو نہ۔

ہوان نے دوبارہ شوگی پاہ کی طرف رونگ کر کے کہا
ہوان کے سامنے میں تیرت سے سانس بدک لئے۔ سیکھ کی اگر
ہوان را فتح ایکھٹو کے متعلق تباہ کیا۔ تو وہ پیشناہ کے نئے سی ایک
نئی بختری۔ سب جانتے تھے کہ ہوان ایکھٹو کو کبھی جانا ہے۔ سو نیا کی

Perpared by: S.Sohail Hussain

بیشتر پڑھی تھی، تاہی گن اس کے باقی سے پھرست کرنے پڑی تھی۔
 خود کی پہلے ساتھی بیرون دپر بیٹاں کھوئے تھے کہ اچانک صندل نہیں
 لگی اٹاکر کہاں گرد کر لیا۔ لیکن پھر تاریخی گن اس کے باقی سے نکل کر در پا
 پڑھی اور وہ پھر تی سے زمین پر لیٹ گیا درونہ و مسری صورت میں ٹائی گی تھے
 نکلنے والی گویا اسے بھون کر رکور دیتی۔

تایی گن سے نکلنے والی گویاں نے شوگن پا کے ساتھیوں کو بھے خواب
 سے چوتھا دیا۔ ان سب کے باقی صیبوں میں رسیتے
 ادھر شوگن پا باما عوان کے باقیوں میں بری طرح میل ساتھا شوگن پا کو
 بھیتھے کی طرح طاقت درقا۔ کیونکہ عوان کو اسے تابویں رنگ کے لئے
 کافی سے زیادہ طاقت استعمال کیا پڑھی تھی۔

اپنامک بڑھ ٹپ تاریکی میں ڈوب گیا کہ تاریکیش شکل نے پورا شیش کو
 دیکھتے ہوئے عشقندی کا منظہ پوکا کیا اور دیوار پر لے گئے میں سورج کر آن
 گردیا۔

اب انھیں میں جنگل ہو رہی تھی۔ گولیاں دھردا دھردا پل رسی تھیں
 رواؤ رواؤ د کے شحد کبھی بھی انھیں میں پاک اٹھتے
 پھر عوان کے باقیوں سے شوگن پا نکل گیا۔
 پاہر نکلو۔

واران کی طرف بکھرے تھے تیر کے بائیں پہلویں دو گویاں بھی تھیں اور جو یا کے باز
 پیش کی آواز آئی۔
 ایک گولی اس کی طرف بکھری۔ لیکن عوان کی پیش شکل اور صندل نہیں پر
 بیٹھے تھے کہ دردناکے کی طرف جا رہے تھے۔ پھر انہیں ہرے میں دو
 بیٹھیں۔ عوان، صندل اور کیپشن شکل کے دل دوپٹے۔
 پھر خود دونوں چینیں چوکیا اور تیوری کھین۔ پھر کیدم خابوشی چھاہی شاد
 لیا۔ اداس کے ساتھی کرے سے باہر نکل گئے تھے۔ اب باہر سے بھی
 بیٹھی کی آوازیں اکھی تھیں۔
 اپنے لپک کرے میں رہ تھیں ہمگئی۔ یہ کام عوان کا تھا کیونکہ جو اگر شوگن پا پا
 سی کے ساتھی کرے میں رہتے تو ان سب کی جانبی سخت طرزے میں
 نہیں بیکن۔ عوان گوگولو کے عامی سے تھا چاہتا تھا۔ اس نے راشی
 لیتھی تھی۔
 دوسری کروڑ شوگن پا باما اور اس کے ساتھیوں سے خالی تھا۔ شاید وہ کہیں
 کے تبدیل ہوئے سے جگرا کرے تھے۔
 کیپشن شکل کی تم ایسیں سمجھا۔
 عوان نے بھکرے سے تایی گن اٹھا کی اور دردناکے سے بے ابر نکل گیا۔
 کیپشن شکل اور صندل پھر تی سے جو گیا اور تیوری کی طرف پڑھے۔ لیکن نکھرے
 مدد نہ تھے۔ تیر کے بائیں پہلویں دو گویاں بھی تھیں اور جو یا کے باز

میں کوئی کام سراخ نہ تھا۔ خون بہر جانے کی وجہ سے وہ دونوں یہی برش رکھتے تھے اور جیسا کہ میرت نے بھی میں ان کی مالت حدا بھیتے ہے۔
 ہر دن قلنی پر یہی تھا کبکٹ ہجہ بخشنے والے ہی وہ پلک کا پتے پیاس پڑا۔ مہنتے بلندی سے جواب دیا۔
 جھسٹے ایک بڑے پروڈ کے پیچے چھپ گیا تھا۔ قبیر بلندی کی گزدی ان دونوں کو اتنا کارکش پر کھواد روانش کیشیں ملکیں تے بازوں میں پتے ہوئے لکھنے سے ان تیوں کی رسیاں اپنے بیان کر کے بیان میں۔ میں تے باہر اسے سب دیں۔ شاید پیٹ میں اس نے اپنی عوران اور صدر کی رسیاں اسی سے کافی کر لے گی۔
 صدر نے پلک کر جو یہی کو کافی نہ ہے پہلا اللہ اور بارک طرف چاہا اور
 صدر تم درستی ٹھائی گئی اٹھا اور بہر تھل کر اپنے کے آدمیوں کو ہمچنان تھے تو یہ کوئی نہ سمجھے پہلا لادا اور بہر کی طرف چالا۔ پھر اکٹھے ان کو
 ڈالوں میں یہ سب بخیں توڑا ہے۔
 پہلے کوئی کاس نے کوئی اٹھانی اور نہ سمجھے سا سے دالی پڑی میں پس پا اٹھا کر بخیں پس سارے اتنا
 بخاری بخیں کا ڈالنی پڑتے گی۔
 اور صدر نے پلک کر درستی ٹھائی گئی اٹھا اور باہر کی طرف پکا یک
 پھر جھکتے رکی گیا۔ یہی بخسختی دلکشی جو صدر کے بخیں ٹھکے
 ایکٹھے ایک اور سن کر اس نے مانتے ہوئے آئے والے پیسے پہنچا
 سارے تھاتے سے تھنک رکھنے تھے۔ باخھاتے آئے انہوں نے۔ ان سے پہلے ایک اور میں کی طرف پڑا گیا۔
 پیچے ایکٹھے ٹھائی گئی سلٹھا ائمہ آئی۔ ایکٹھے کے مخصوص تقاضے سے وہ ایکٹھا
 تھکلیں اس پر تھل کر آئے۔
 فرمایا ہے۔
 صدر بکھل زخمی تو بخیں ہے۔
 ایکٹھے پڑھا۔

ایکٹھوں کی آواز دروازے سے آئی
 جو ان دونوں کو باہر صدر اور جوزت کے گاے کر کے واپس آئی تھا
 لہنی تھکلیں دروازے سے پہلے تھل کیا۔

تم بہر ماکار کار سٹارٹ کردے۔ میں آس اپنے

اور کیپیش تسلیل پھر قی سے کار کی طرف بڑھا گی۔ اس سے جلدی سے کار
کا دروازہ کھولا اور کار کار سٹارٹ کر دی۔ چالیں اس میں گلی بھری تھی اتنے میں

ایک بھی جانکاری سزا باہر آکا۔ صحنہ اور ہجت کو دیں جا پہلی بھری تھی۔

پھر جلدی سے باہر نکل۔

اور کار تیر کی طرح چالا گئے بے باہر نہیں تھے۔

ابھی وہ مشکل مزاح پر مرضے ہی تھے کہ ایک کان پیمازد مکار سزا اور پوری
حارت سے؟ اگلے کے شنبے جلد مولے لے

ڈرامہ

کیپیش تسلیل نے ایک جلوہ جلوہ حفاظت بڑھا دیا۔

اُن بعنی جلدی سر کے نرداہ پہاڑی کی طرف پھر میں نے جھر میں کا
بلکا پڑھ رہا جاتے ہوئے دیکھا ہے۔
ایک لمحہ کے بعد۔

اد کیپیش تسلیل نے ایک دید پر پاؤں کا پیچہ نہ رکھا اور کار کا دل کی

طرح نرداہ پہاڑی کی طرف درکھستے ہیں۔

عمران سیل کا پڑی طرف پکالیں وہ اس کے زدیک پستے سے پہنچنے والے اس کی جان کی باری تھی وہ بارہ پانچ ماں پرچا مدد کی کوشش کر رہا سے قریب پار نہ اپر اٹھ پکا تھا اور عمران پر قدمی بھی طاری تھی اس نے ملک اس کے ماتحت کی لگتے خود ملک کو درپذیقی باری تھی تاہم اگر چیلکی اور پیک کر سیل کا پڑ کا پایمان دوں تو اس سے پہنچا یا۔ اس کے لحاظے میں ہرگز اسے مسلم خاک خیرم اگر ایک بارہ حصے میں لگے تو پھر وہ انسیں دیتے۔ وہن کا دل لرزتا تھا۔ جبکا موت سائیں منہجاں کے لئے کھڑی تھی میں پا کے گا۔ اس تے اس نے اپنی جان کی بھی پرواد شکی اور سیل کا پڑتے اس نے اپنی پوری کوشش کی کہ اس کے لاملا ہمیں دوں سے ملکہ نہ رہت بلکہ اس اس کی سب محنت نامیگان اپنے اور دوں ایک جھکٹ سے چھٹیا گی۔

اب سیل کا پڑا ہمیں لند سوچ کا تھا اور سیل کا پڑ کے پایمان سے میٹا ہوا اس سے ملی مدد ہو گئے عمران کو ایسا سوسی سوچا ہے اور کہو ایسا لڑکا

عمران کسی حیرت کرے کی طرح مسلم موردا تھا۔ سیل کا پڑ فتنہ میں کافی بلند ہو چکا ہے لیکہ جو

اس کے ہم کو ایک نوردار جھٹکا رکتا۔ اس تے کھا کر وہاب سہیت کے ہمراکا وہ عمران کو اتنا بیل جو اس کے مدد کی کہ سیل کا پڑ اپنے سے بچتے ہوئے تھے اس کے مدد کی کہ سیل کا پڑ کن اب خاصی تیرتی ہیں کے ماتحت میں پہنچتے ہوئے اس کو دو گلی اعلیٰ تھیں کہ کتاب نہ پاؤں کے لیے سیل کا پڑ کے پایمان سے گزگیا۔ اس کی بذریعہ کا تھی پتہ چلتے گا۔ اس تے بالتفہم پر نہ دیا ہے ملکہ کو اپنا تھا۔

اس کی ناکھن کی بادر میٹک کی طرح اچھا میٹیں اصلی پایمان سے جائیں۔ عابد ملی کے نالے میں کی بھی جھاٹک اس کی جان بچانی اس کے جن کو جانشی سے پکڑا جانا تھا۔ اب ملکہ اپنے اس کے مدد پر دھکتا کہ نیکو اپنے پریمان سے پہنچتے ہوئے تھے اور وہ سر کے لیے بخی شکرے ملکہ مسلم موردا تھا۔

کبھی کچھ اکا نہ اس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ اندر ان کو کاچھی کاپڑ کی رنمازیز سے تیز تر کی جا کے افغان خود میں ہوا ہے تھے۔ زور آنان کی دم سے اس کا چھومنی ہوئی تھی۔ عمران نے سرپا کر اب تو اپنا تھا اس کی زندگی بچنے کی تھی۔ لیکن اگر بھی

پوکیش عجوفی دیر اور قائم سبھی تو وہ یقیناً نیچے گر جائے گا اس لئے اس نے پھرنا سے حسم کو مزلا۔ اور بھروس کے لا تقدیر بارہ پانیدان سے چند لکھ اس نے اگر زی روشش کی اور ایک زد وار بھیت سے وہ پانیدان کا رہا ہے اور زوال پہاڑی پر اترنے والا ہے۔

تما۔ اس کا ساسن پھول پچاہتا۔

اس نے ایک لمحہ اپنی سانس بارہ کی۔ اب مارمنی طور پر تو وہ منہ تھا لیکن سستہ تھا اس سیل کا پیر کو کسی ملتوں قابو کرنے کا۔ اور جس تھی یہ سکن تھا اگر وہ سیل کا پیر کے اندر بکھر جاتا۔

ایک بھی شال پما کے آدمی موجود نہیں۔

اب اس کے علاوہ اور کوئی ماستر نہ تھا کہ یہی ہی سیل کا پیر پہاڑی کے نیک ہٹھے وہ چھڑاگ لگا گے۔ اس بھروسی ہر دیکھ جائے گا۔

وہی سچت پر ہی پیچک کیا ہے۔

یہی کاپڑا کی دودھ لکھ کیا ہے۔ ایک خڑاک چھڑاگ نگادی کی کلائنٹس

رفلکٹ کر رہا ہے۔ شاید وہ یہیں کہیں اتنا چاہتے ہے۔ اس لئے اسی

چھڑا چھڑا کر نیچے دیکھا۔ تاکہ وہ دیکھ سکے اور کوئی بھی ہٹھے پکے جائے۔

نیچے گلپ المہیر ہے۔ اب سیل کا پیر کی دفعاتہ کافی کم ہو چکی ہے اور وہ آئیت نیچے اتر رہا ہے۔

ایسا یک اس نیچے ایک بھلی سی روشنی نظر کی ہو گئی مدد ۲۴ گی

عمران بھول گیا کہ میڑی کی تھی۔ اسی طرح روشنی تین بار پہنچ اور

گھ۔ عمران سمجھ گیا کہ سیل کا پیر کراچنے کے لئے سکھ میتے جا رہے ہیں

پھر لبی رسم ہوئے کی وجہ سے جو ہیں تو اب یہی اس کے جسم پر کافی گھصیں

لکھن۔ لکھتے زیادہ شدید نہیں ہیں۔ وہ برا بر نیچے کی طرف را لعک رہا تھا۔

بیش بہ پتہ طاقت درست کیونکہ عرآن کی گدن جبشی کے انتوں میں ایک
تھی اور وہ اس کا لامگھٹن رہا تھا۔ اور عرآن اس کے پیٹ پر مکارا
تھا۔ عرآن کا ایک زرد دار جھک اس کی پسلیوں پر پا۔ عرآن کے گھے سے ایک
خوکے نے گرفت دار فصلی پڑ گئی۔ عرآن تراپ کر طیعہ ہو گی۔

پھر اسے بندلی کے ساتھ مدد میں ہوئے خوش کا خیال آیا۔ کیونکہ اسکی
بندلی کے ساتھ تمیش ایک خیز چورسے کے مختبر تھے سے بندھا رہا تھا
اس نے اُڑا خیز کیکشاں اور جبشی کے مقابلے پر قیامت
خیز کھاتے کے دربار ایک ندردار نکح عرآن کے چڑیے پر پڑا۔ اور
پھر عرآن کا پہلا خیز کار جبشی کے سینے پر پڑا۔ اور خیز میں سے تک جبشی کے
بیٹے میں گھس گئے۔

جبشی کے بڑے ایک بھائیک چیخ نکلی۔ اور وہ میئے کو دیتے چیخ کر
پڑا۔ وہ شاید مرد اخا کسر نکھنے پر دار میں اس کے دل پر پڑا تھا۔
عرآن نے نہت سے بہر پر جو کوئی جبشی کے ستم پسداری۔ جبشی مر جکھا تھا۔
عرآن چھ لے دو مرد، کوئی بیکھر رہا۔ اسے ایک خنسا اپنی نہت آؤ کر لی
دے رہا تھا عرآن بھوکل کر کیکش تکمیل بے
کیکش تکمیل۔ عرآن نے چیخ کر کیا۔
عرآن صاحب! کیکش تکمیل دیں رک گیا۔ وہ شاید اسے شرگی ادا کا

اس نے لڑھکے ہوئے ادھر ادھر بانچپاؤں مارے۔ تاکہ کوئی چیز بچنا کر
لڑھکنے سے بچے جائے۔ لیکن کافی نہ رک اس کے ہاتھ میں کرنی چیز نہ کافی
چڑھاپاک ایک جھاڑا پر اس کا ہاتھ پڑ گیا۔ جھاڑا اتفاق سے کاٹا شار
تھی اس نے اس کے ہاتھ میں لاصدا کا نئے چھپے۔

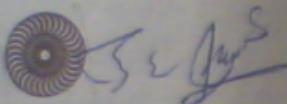
لیکن اس کا فوراً دوسرا ہاتھ میں پڑا گا۔ اور وہ اظہر کھڑا ہو گیا۔ حس
ہاتھ سے اس نے جھاڑا پکڑا تھی۔ اس سے خون ہستا ہوا مسوس ہو رہا تھا
اس نے کوئی پروادہ نہ کی اور دوبارہ جھاڑا پر پڑا ہے۔ اب وہ کافی مسلط
معلوم ہو رہا تھا۔ بیلی کا پڑ پیڑا ہی پر رک چکا تھا۔ وہ جلد ہی اس کے نزدیک
پہنچ گیا۔ بیلی کا پڑ کارروانہ کھل چکا تھا اور اس میں سے بھر بام بر جعل بے
حیر۔

اب عرآن بھر قاکر بھا اس کے پاس ریواہ لد رہیں تھا۔ اس نے ان میں سے کوئی کو چھانٹے کے متعلق سمجھا۔ اب وہ سخت را تھا کہ ان میں سے کوئی
ٹلیجھہ ہو اور وہ اسے چکڑے پھراستے ہے مرتق بھی ہل گیا۔ ان میں سے
ایک آدمی پہاڑی کی بارٹ بٹھا۔ جیسے ہی وہ ایک طرت کر جما۔ عرآن نے اس
کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں ریواہ رہتے
اور وہ سر سے ہاتھ سے اس نے جیب سے ایک بچھی کی میڑی کھالی
شاید وہ کسی کو گلکل دیتے جا رہا تھا۔

کہا۔

لیکن آپ یہاں کیسے پہنچے۔ عران نے دوسرا سوال کر دیا۔
اپنے نہاد سے۔
ایکسوٹ کی آhadat آتی۔

اور عران بیک زیر دکی ذہانت دیکھ کر سر پر باخمار نہ رکا



ناپختی ااشین، لاش کی چھلانگ، دیوتا کے پیاری، عصر اندر دیوتا، مگر اس وہ، شیطان کے پیلے، کراں کی دیو، میکٹو کا دار، — کے بعد

ڈیکھ میلو۔ ٹرپل میں

و تکون تھا جس نے ایک ہی وقت میں یائی غذیوں کو مرست کے گھاث آر دیا۔
و میر سامن — عران کا ایسا ساتھی، جس کا دروازہ ام مرست تھا۔

و ایکسوٹ پری ٹیمروں کا تھات کر دی تھی — ملکریوں —؟

جمال پیسلشرز۔ بوڑھ گیٹ ملٹان

آدمی سمجھ رہا تھا۔

کیا پھر یہ شہنشہ بے۔ عران نے پوچھا۔

خوشی پا ما اور اس کے دوسرا ساتھی یہاں سے قابو آچے ہیں۔ باس انہیں پیارا سے کوئے ہوئے ہے۔ کیپٹن شکل نے قریب آتے ہوئے کہا وہ جیشی کے پاس ہا کر رک گیا۔ اور حیرت سے اس کی ہاتھ دیکھنے کا ہاں۔ اسے میں نے مارا ہے۔ عران نے اس کا بازدھ پھوٹتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں ادھر سلپ پڑے جہاں ایکسوٹ نے خوشی پا ما اور اس کے دوسرا تھیوں کو روایو الورست کو رکر کھا تھا۔

عران۔ ایکسوٹ اپنی آناد بیکھر کر کہا۔

یہ سر۔ عران لے کیا۔ میرے میال میں انہیں اندھا ہا بیے کس پر راستے میں گلابی نہ کریں۔

او کے۔ عران نے یہ کہہ کر پہنچی سے بندھا ہوا اس سر کھولا اور پھر نے خوشی پا ما کے باخثیت پر بامنے۔ دوسروں کو کیپٹن نے ٹالی اور دیکھنے سے باندھ دیا۔ اب وہ تینوں دھیکتے ہوئے پہاڑی سے پچھے بارست تھے۔

پچھے بھی قوان کے آدمی تھے۔ عران لے ایکسوٹ سے کہا ان۔ انہیں ہم لے پہنچے ختم کر دیا ہے۔ ایکھلے مخصوص یہی

Perpared by: S.Sohail Hussain

لیا سب لوگ مزید دیں۔
لیکن نے پوچھا۔

ایسا سر
جو یاد ہے جو اب دیا۔

تم اگر کیس کی تفصیلات سننے کے لئے بے تاب ہوں تو کہ کیس
کے کافی درود سر برارا۔ شوگل پاناما ایک میں الاقرائی خرم ہے مجھے ملکہ
چار سے ملک میں بہت بخوبی گیا ہے۔ میں چوتھا مرکا یکجن بھی اس کے
کام میں مدد و مدد نہیں تھا۔ اس نے سب سچے میں اس کا کوشش میں

کوڈا کو کہا جو اس کا مقصد صدرم جو کہ
لیکن کامیابی نہ سکی۔ شوگل پاناما ایک انتہائی ذہین اور حیران ہجوم سے اس
کے اس ملک میں آنے سے پہلے ہیاں کی سیکھت مردوں کے منافق پورا کیا
کامات حاصل کیں ہے اپنہا کو کوشش کے لیے وہ کوئی بڑی بڑی تھی سے جو اس کو
بھروسہ نہیں کامیاب سو گے۔ اب انہی نے جو یاد کے ذریعے اپنی پریز

کو چھوٹے کا پردہ گرام بنایا۔
اور وہ کسی مدد نہ کر کامیاب ہی رہے۔ کیونکہ جو یہیں کے ملاڑہ صدر اور
لیشن تکلیل میں ان کی تقدیمیں بہت سچے گے
جو ایسے بتا فے پردہ گرام ملک ہیں۔ پہنچنے کے لیکن بچ کر یہیں تکلیل



داشمن مژل کے والیں سیکھت مردوں کے اراکان بیٹھتے ہوئے
تو یہ موجہ ہے بھی تھا کیونکہ ابھی نہیں ملکوں تھا۔ یہے اب اس کی حالت خوب
سے باہر تھی۔ جو یادی ہے اور پوچھا جائے ہے ان کے دریاں ہمہ دھنی۔
ان سب کے چہرے خوشی سے دل سب تھے۔ کیونکہ انہیں تھے
ایک بہت بڑے کیس کو جو یہی پیشایا گا۔

ایسے یہاں وہ اجھسوٹے اس کی تفصیل سننے کے لئے جمع کوئے تھے
پھر سڑاک کی ہوت متوہہ ہوئے جس کا بب پارک کر دیا تھا
جو بہتر کے دینی اور دنیا سریکا میں آن گریا۔
یہ تعبیر۔ ایکھٹو کی مدرس آندازان کے کافنوں سے تخلیق۔

کی ذمانت، جرات اور دلیری کام آئی اور کپیشن ملکیں، صدر اور آن
کے پیشکش سے باہر نہیں آئے۔

پھر چاری توجہ ڈاکٹر جوہر کی سیاست کی طرف مبذول سوگھیں یعنی
کوشش کے باوجود ہم کچھ بھی رہ سکتے جس وقت بہت شرکیں پانی
کیا وہ ڈاکٹر جوہر کے میک اپ میں تھا۔ وسائلِ نہ کسی طریقے سے ڈاکٹر
کی سیاست میں پہنچ گی۔ اور ڈاکٹر جوہر کو اس سے کسی حریضے سے فاری
میں بٹھا کر دیا۔ شرکی پانی کو لڑنا کرنے کے بعد ہم نے ڈاکٹر جوہر کی سیاست
پر بھی چاہا پانی اور ڈاکٹر جوہر کو لڑنا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

خیر... ڈاکٹر جوہر کی بگیکے کی وجہ سے اس سیاست کی
متاصدک کے استعمال کرتا چاہتا تھا۔ وہ خوبی یا ایک ذہنی ماسدان
اوہ پانی کو کالا اور اس سے پچھلیں لگا کر کوئی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گی
وہ پھر اس سیاست کو استعمال کیا اور ڈاکٹر کے ایک احمد سے
سے ایک خطاں کو مدد پیدا کرنے میں کامیاب ہو گی۔ جس کا تجربہ اس سے
دارالمکرمت پر کیا جس سے کافی تباہی پہنچی۔ بحال ڈاکٹر جوہر کا ایک
تجربہ جس میں ڈاکٹر جوہر مشتعل تھے۔ اس کی کوست بر سے پچارا شابہ

اس کے بعد ایک اور پیکڑ پلا اور تقریباً ساری سیکرت مریسی اس کے
قائے میں پیگئی۔ وہاں جو کچھ سادہ آپ لوگ ریکھ پکے ہیں۔ ان میں فاس
لوپر کپیشن نہیں تابلی قسمیں ہیں جنہوں نے پچھلی جائے میں اپنی ذمانت

بھر جاتی ہے۔

بحال اس کے اس نہیں آئے کے مقابله سے خطاں فی
۱۵ اپنے ساتھ دین متصدک کرایا تھا۔ اس کا سب سے بڑا مقصود

Perpared by: S.Sohail Hussain

سے کام ہا۔ اور اپنے شخصوں لگن کے ذریعے عراں اور صدھ کی
مشدر نے سوال کیا۔

رسایں کاٹ دیں عراں توبہ طال عراں ہی تھا۔ اس نے جو بھی کیا اس سے
ان۔ ان کے مشق تو مجھے آپ کو بتانا یاد نہیں رہا۔ وہ جمارے
اس کی تونت کی جاتی تھی۔ بعد میں عراں سلی کا پڑکے چھپے سی طرح مت لون
شک کے سناڑ خانے کے آگئی تھے۔ جو اس غلی رصدہ کافی ترولہ
زندگی کی کش مکش میں رہا۔ اس کی تفہیل آپ عراں سے سن لیں۔

بڑھاں میں اتنا کہتا ہوں کہ عراں نے اپنی جان کی بازاں مکاری اور یہ
بڑھاں کی فرضی شناسی کی وجہ سے شرم زد تبریر ہو گکا۔ اور رائید آئی۔
سلی کا پڑک پہاڑی پر جاتلا اور میں کیپشن سکل کے ساتھ لپٹے امن

سے دہان پہنچا۔ ایک غوفناک رذاق کے بعد ہم شوگی پاپا کا اور اس کے دو
ساقیوں کو قابو کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور اس طرح ایک غوفناک کیس
اپنے انعام کی پہنچ گیا۔

میں سیکرت سروس کے سب اکان میں یہ دفعہ شوگی ہیں میں باہل

ارے وہ تو کچھ بھی نہیں۔ مرد ایک فلم کی شوگنگ بھی جس میں باہل

لکھ کر رکھا کر ادا کر رہے تھے۔

عراں نے صاحبِ خدمت کر دیا۔ اور جانے کے لئے اٹھ کر اگا۔

ایک پڑھ بھی کچھ قریباً یہے

جو ہی سے عراں کو مدد رکا۔

چر کھی سی۔ اب میں باکر سیجان کی پڑھ تپکوں جس لے مجھے سے

نہ ہو سی دردش کر کر سیری جان بچائی۔

اب اگر کافی بات پڑھیں تو آپ جاتا تھا۔ ووچھ کتے ہیں۔

سر دہ ادمی کون تھے جنہیں آپ کو کہا کے اندر لا نے تھے۔

خراش سیر زیر کے زریعہ ناداں

ڈاکٹر زلاں

کے ایک جگہ

سلطان نے اپنے سامنے رکھے ہوئے تارکوسہ بارٹھک
لکھ جاپ اس توہین علیا اور پھر ٹوی ٹبیت سے کسی کے گزٹانے کے
لئے — علی عوران ایکم ایس سی پی ایچ ڈی (ڈاکٹر) دس ایڈ
فران —

سردھان نے اپنے مخصوص دسمیے لجھے میں کہا۔

ایس سر — عوران سلطان صاحب کی آواز یہیں کر قدمے
میں ہو گی۔

کیا کہ میرے مو عوران —

سلطان کا نیا پھر من رہا ہوں جناب — عوران نے رسمیہ
لائکھ کر کہا۔

بھی جلدی ہو گئے میرے پاس پیش چاؤ
غیرت جناب —

اور وہ عوران کے ساتھ باتے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عوران صاحب۔ اس پاراپ کے کیپٹن فیاض نظر ہمین آئے

صدر نے پوچھا۔

بھی وہ رج کرنے لگا ہوا ہے۔

عوران نے صدر کو آٹھ مارتے ہوئے کہا اور صدر کیکو گی کر فیاض

اجمل ملک سے اپرے۔

ختم شد

ایس کلیم سیں انکے عومناک جاوسی نادل
حاعموراتِ صدارین

برفانی غرفت

(ایڈٹ پچھہ فہرست) فرعون جو کی اس بھروسہ کی دادان
جرس ایسا رسال پہنچنے والا نادل کا
خون پی کرندہ بیٹھ پر بھائی اور پھر

جن قتا اس پاراپ کی بھتی عوران کا طوفان پشاور کر دیا تو —

ایڈٹ پھر نہیں ایک پاراپ اس اور عومناک جاوسی نادل

جس کو پڑھتے کے لئے شیر بیادل پا جائیے —

خوبی سروران — اعلیٰ طاعت — قوت بارہ روپے